امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74 | مورخہ ۲۹؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ مطابق ۲؍دسمبر ۲۰۲۴ء روز سوموار | شمارہ نمبر-46

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، اداریہ
■ یادوں کے چراغ، کتابوں کی دنیا
■ قرن اولی کے چند بے لاگ فیصلے......
■ ہمارے مسائل اور ان کا حل
■ اسلام میں مذہبی رواداری اور ہماری ذمہ داریاں
■ اسرائیل پوری دنیا کے لئے خطرہ
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، طب وصحت

نفرت کی آگ کو محبت کی شبنم سے بجھائیں (مسلم پرسنل لا بورڈ)

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا 29واں اجلاس عام 23/24 نومبر 2024 کو شہر بنگلور کے معروف تعلیمی ادارہ دارالعلوم سبیل الرشاد عربک کالج میں منعقد ہوا، اس اجلاس کے اختتام پر جو اعلامیہ جاری کیا گیا اس کو افادۂ عام کے لئے یہاں شائع کیا جا رہا ھے

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے اپیل کرتا ہے کہ:(1) ملک کے موجودہ حالات میں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے اندر دین پر ثابت قدمی کا جذبہ پیدا کریں اور طے کرلیں کہ ان کو جیسی بھی آزمائش سے گزرنا پڑے، معیشت اور کاروبار کا خطرہ ہو، جان کے لالے پڑ جائیں، بے قصور نوجوانوں کو جیل میں بھیج دیا جائے لیکن ہر قیمت پر اپنے اور اپنی نسلوں کے ایمان کا تحفظ کریں گے، اس وقت فرقہ پرست طاقتیں کئی جہتوں سے مسلمانوں کو ان کے دین سے منحرف کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں، آئینی طور پر ملک کے سیکولر ہونے کے باوجود نصاب تعلیم میں مشرکانہ تصورات کو داخل کیا جا رہا ہے، کلچرل پروگراموں کے نام پر دیویوں، دیوتاؤں کا تقدس ذہن میں بٹھایا جا رہا ہے، ملک کی شاندار اور قابل فخر تاریخ جس کا تعلق مسلم دور سے ہے۔ کو نصاب سے باہر کر دیا گیا ہے، شہروں، سڑکوں اور اداروں کے ان ناموں کو بدلا جا رہا ہے، جن سے مسلمانوں کی نسبت کا اظہار ہوتا ہے، ایک طرف مسلمان لڑکوں کے غیر مسلم لڑکیوں مسلمان لڑکوں کے غیر مسلم لڑکیوں سے نکاح کو لو جہاد قرار دیا جا رہا ہے اور دوسری طرف مسلمان لڑکیوں سے غیر مسلم لڑکوں کے تعلق کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے اور علی الاعلان اس کی ترغیب دی جا رہی ہے، مسلمانوں کو گھس پیٹھیا بتا کر برادران وطن کی نظر میں ان کی عزت ووقار کو مجروح کیا جا رہا ہے، ان سب کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین، اپنی شریعت، اپنے مذہب، اپنی تہذیب اور اپنی تاریخ کے بارے میں احساس کمتری میں مبتلا ہو جائیں اور جب کوئی قوم احساس کمتری میں مبتلا ہو جائے تو اس کو اپنے فکر وعقیدہ سے منحرف کر دینا اور اکثریتی سوچ میں جذب کر لینا آسان ہو جاتا ہے؟ اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ مسلمان اپنے اندر جذبہ استقامت پیدا کریں، انبیاء کرام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے عزیمت کو یاد رکھیں اور نئی نسل تک بھی یہ پیغام پہنچائیں، اس کے بغیر ہم اس ملک میں اپنے آپ کو مذہبی اور تہذیبی انضمام کی سازش سے بچا نہیں سکیں گے۔

(2) ہمارے لئے یہ بات ایک شرعی فریضہ کے درجہ میں آگئی ہے کہ ہم ہر مسلم آبادی میں بنیادی دینی تعلیم کے مکتب قائم کریں، جو لڑکوں کے لئے بھی ہوں اور لڑکیوں کے لئے بھی، جو چھوٹے بچوں کے لئے بھی ہوں اور ان میں تعلیم بالغاں کا بھی نظم ہو، ہر مسلمان بچہ، چاہے آگے جو بھی تعلیم حاصل کرے، اس مرحلہ سے گزر کر آگے بڑھے؛ تاکہ وہ IPSIAS بنے، ڈاکٹر، انجینئر، عصری درسگاہوں کا کامیاب استاذ بنے، کسی فن میں مہارت حاصل کرے لیکن وہ اس کے ساتھ ساتھ ایک سچا اور پکا مسلمان بھی ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ مکاتب کے تعلیمی نظام میں قرآن مجید، ضروری مسائل، اذکار واوراد کے ساتھ ساتھ ان کو اچھی طرح اسلامی عقائد یعنی توحید، رسالت، ختم نبوت، عظمت صحابہ، محبت اہل بیت، قرآن مجید کی حقانیت، حدیث نبوی کی اہمیت، شرک، الحاد، دہریت وغیرہ کا رد اور روزمرہ کے شرعی احکام کی حکمتوں اور مصلحتوں سے روشناس کر لیا جائے، بچوں کا ذہن ایک سادہ تختی اور خالی کاغذ کی طرح ہوتا ہے اور اس وقت اس پر جو لکھ دیا جائے، وہ زندگی کی آخری سانس تک کے لئے نقش ہو جاتا ہے اور یہ صرف دینی بقاء کے لئے ہی ہماری ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ ہم پر ہماری نسلوں کا حق ہے، اور نہ ہم عند اللہ خدانخواستہ مجرم سمجھے جائیں گے اور جواب وہ ہوں گے۔

(3) اس وقت مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکوں اور لڑکیوں سے شادی کے جو واقعات پیش آرہے ہیں، اگرچہ میڈیا ان کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے؟ تاکہ مسلمانوں کے حوصلے پست ہوں اور فرقہ پرستوں کے حوصلے بلند، لیکن بہر حال یہ واقعات نہایت افسوسناک ہیں، اس سلسلہ میں جہاں ایک طرف نکاح کو آسان بنانا اور اسراف وفضول خرچی سے بچنا اور بچانا ضروری ہے، وہیں ذہن سازی بھی ضروری ہے، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا ذہن بنایا جائے کہ دین کی اہمیت مال ودولت سے زیادہ ہے اور غیر مسلم سماج میں رشتہ کرنا آخرت کے لئے تو ہے ہی نقصان وخسران کا باعث، لیکن ایسا رشتہ کرنے والے لڑکے اور لڑکیاں دنیا میں بھی تنہا ہو جاتے ہیں، کوئی سماج انہیں قبول نہیں کرتا ہے، ان کی آئندہ نسلوں کو بھی یہی مصیبت جھیلنی پڑتی ہے اور اکثر اس کا انجام دنیا میں بھی بہت عبرتناک ہوتا ہے؟ اس لئے ہر قیمت پر اس سے بچنا ضروری ہے مسلم سماج کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ دین کی اہمیت مال سے بھی زیادہ ہے اور تعلیم سے بھی زیادہ، اگر کسی لڑکی نے اعلیٰ تعلیم حاصل کر لی اور اس معیار کا رشتہ نہیں مل رہا ہے تو چاہے اس سے کم معیار کا رشتہ ہو، لیکن ہو مسلمان، تو اس رشتہ کو قبول کرنا چاہئے۔

(4) عدالتوں کے ذریعہ قانون شریعت کی نادرست تشریح کے واقعات اس لئے پیش آتے ہیں کہ مسلمان اپنے خاندانی جھگڑے لے کر عدالتوں میں پہنچتے ہیں، جہاں فیصلہ کرنے والے ناقص معلومات کی بنیاد پر فیصلہ کرتے ہیں، نہ قانون شریعت پر ان کا یقین ہوتا ہے اور نہ وہ ان کی حکمتوں اور گہرائیوں سے واقف ہوتے ہیں، اس کا حل یہ ہے کہ مسلمان اپنے خاندانی نزاعات کو احکام شریعت سے واقف علماء، صاحب بصیرت ائمہ وخطباء اور اس مقصد کے لئے قائم کردہ اداروں میں لے جائیں، چاہے وہ دار القضاء کے نام سے ہوں یا محکمہ شرعیہ کے نام سے، اس طرح ہم بہتر طور پر اپنی شریعت کی حفاظت کر سکیں گے، عدالتوں اور حکومتوں کی مداخلت سے بچا سکیں گے، نیز کم خرچ اور کم مدت میں انصاف حاصل کر سکیں گے، جہاں انصاف کا ایسا نظام موجود نہ ہو، وہاں علماء، مشائخ اور مسلم سماج کی ذمہ دار شخصیتوں کا فریضہ ہے کہ وہ اس کو نافذ کریں، اگر وہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ سے اس کی درخواست کریں تو بورڈ ان شاء اللہ پوری ذمہ داری کے ساتھ اس ملی اور اجتماعی فریضہ کی ادائیگی میں ان کی مدد کرے گا۔

(5) اسلام کا تصور یہ ہے کہ مرد وعورت انسانیت کے دو حصے ہیں، صلاحیتوں کے اعتبار سے بعض ذمہ داریوں میں فرق کیا گیا ہے مگر بنیادی طور پر مردوں اور عورتوں کے حقوق اور ایک دوسرے کے تئیں ذمہ داریاں برابر ہیں: اللہ کا شکر ہے کہ قرآن وحدیث کی ان تعلیمات کی وجہ سے اب بھی مسلم سماج میں عورتوں پر ظلم وزیادتی کے واقعات بہ مقابلہ دوسرے سماج کے کم ہوتے ہیں؛ لیکن جو کچھ ہوتے ہیں، وہ بھی قابل مذمت ہیں، خاص کر بلا ضرورت طلاق اور عورتوں کو حق میراث سے محروم رکھنا اور ان کے حصہ پر قابض ہو جانا ایسی باتیں ہیں جو معاشرہ کو بہت نقصان پہنچا رہی ہیں اور شریعت اسلامی کی بدنامی کا سبب بن رہی ہیں؛ اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس پر توجہ دے اور نصف انسانیت کے ساتھ انصاف بلکہ اس سے آگے بڑھ کر حسن سلوک کا رویہ اختیار کرے۔

(6) ہم ایک ایسے سماج میں رہتے ہیں، جہاں مختلف مذاہب کے ماننے والے قیام پذیر ہیں، ایسے ملے جلے سماج کے لئے خصوصی طور پر مسلمانوں کو رواداری اور وسیع الاخلاقی کا رویہ اختیار کرنا چاہئے، آگے بڑھ کر تعلقات کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم نبی رحمت کی امت ہیں اور تمام عالم کے لئے امت دعوت ہونے کی حیثیت سے رحم وکرم خود درگزر اور خوش اخلاقی ومروت ہمارا فریضہ ہے، آگ کو آگ سے نہیں بجھایا جا سکتا ہے، آگ کو پانی سے ہی بجھایا جا سکتا ہے؛ اس لئے ہماری ذمہ داری ہے کہ نفرت کی جو آگ سلگائی جا رہی ہے، ہم اس کو محبت کی شبنم سے بجھائیں اور حالات جیسے کچھ بھی ہوں اپنے داعیانہ کردار کو فراموش نہ کریں، ملک کے موجودہ حالات میں یہی ہمارے مسائل کا حل ہے ظلم کا بادل جتنا بھی گہرا ہو، انصاف اور محبت کا سورج اسے چاک کر دیتا ہے۔

(7) اس وقت اوقاف کا مسئلہ نہایت اہمیت اختیار کر گیا ہے، جس سے ہماری مسجدوں، عیدگاہوں، مدرسوں، قبرستانوں، امام باڑوں، مسافر خانوں، یتیم خانوں اور دوسرے مصارف کے لئے کئے جانے والے اوقاف کا تحفظ خطرہ میں پڑ چکا ہے، بورڈ اس کے لئے سیاسی سطح پر جدو جہد کر رہا ہے، اگر حکومت نے ہماری آواز کی ان سنی کی، تو عوامی تحریک بھی چلائی جائے گی اور ضرورت پڑنے پر قانونی جدو جہد بھی ہوگی، ان سبھی کاموں میں آپ سبھوں کا تعاون ضروری ہے، اس کے بغیر اس مشکل مسئلہ کو حل کرنا ممکن نہیں ہوگا؛ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ پیشگی تحفظ کے طور پر ہم اوقاف کے دستاویزات اور ضروری کاغذات کو درست کریں، جہاں ضرورت ہو سرکاری دفاتر سے کاغذات حاصل کریں، جو زمینیں کھلی ہوئی حالت میں ہوں، ان کی احاطہ بندی کرائیں اور ہم خود اوقاف پر ناجائز قبضہ سے بچیں، یہ اجتماعی ظلم ہے اور اس کا گناہ بہت بڑھا ہوا ہے، افسوس کہ خود مسلمانوں کا مسجدوں کی اراضی، قبرستانوں وغیرہ پر ناجائز قبضہ موجود ہے، یہ نہ صرف شرعا سخت گناہ ہے اور پوری ملت کیساتھ حق تلفی ہے؛ بلکہ حکومت کو اس کے ناپاک عزائم کو اس سے تقویت پہنچتی ہے۔

(8) آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ عظیم الشان اجلاس جس میں ملک بھر کے مسلمانوں کی نمائندہ شخصیتیں اور مذہبی وسماجی تنظیمیں شامل ہیں، حکومت کو متوجہ کرتا ہے کہ حکومت ایک قوم اور ایک مذہب کی نمائندہ نہیں ہے؛ بلکہ ملک میں بسنے والے تمام شہریوں کی نمائندہ ہے اور کسی خاص مذہب، تہذیب اور کسی خاص سیاسی پارٹی کے منشور کے مطابق اسے ملک چلانے کا حق نہیں ہے؛ بلکہ سیکولرزم اور آئین کی پاسداری کے ساتھ اس کو ہر کام انجام دیتا ہے، ایسا رویہ اختیار کرنا ہے، جس سے ظاہر ہو کہ ملک میں بسنے والی تمام قومیں یکساں حقوق کی حامل ہیں، مگر افسوس کہ پچھلے چند سالوں سے اقلیتوں میں یہ احساس بڑھ رہا ہے کہ انہیں دوسرے درجہ کا شہری بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، یہ دستور وآئین کے ساتھ زیادتی ہے اور اس سے ملک کا امن وامان خطرہ میں پڑ سکتا ہے؛ اسی لئے اسے چاہئے کہ وقتی سیاسی مفادات کے لئے ملک کے اتحاد اور سلامتی کو خطرہ میں نہ ڈالے۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

مشورے سے کام کیجئے

’’یہ اللہ ہی کی رحمت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے نرم خو ہیں، اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے بھاگ لئے ہوتے، لہٰذا آپ انہیں معاف کردیں، ان کے لئے مغفرت کی دعاء کریں اور اہم معاملات میں ان سے مشورہ لیا کریں، پھر جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ رکھیں، بے شک اللہ بھروسہ کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں‘‘ (سورہ آل عمران، آیت: ۱۵۹)

مطلب: اجتماعی زندگی میں بہت سے نشیب وفراز اور اتار وچڑھاؤ آتے رہتے ہیں، کبھی ایک کا دوسرے سے نظریات کا اختلاف رائے ہوتا ہے اور کبھی طریقہ کار ونقطۂ نظر کا اختلاف ہوتا ہے، ایسے نازک حالات میں امام اور امیر کو ایمانی بصیرت اور دینی حکمت سے مسئلہ کو حل کرنے کی ضرورت ہے، جس میں کسی کی دل آزادی بھی نہ ہو اور نہ ہی دل میں کسی کے خلاف نفرت وعداوت کو پروان چڑھنے دے، بلکہ دانشمندانہ طریقے سے ہر ایک کی رائے کا احترام کرتے ہوئے صائب فیصلہ دے، اگر کسی سے کوئی اجتہادی غلطی ہوجائے تو عفو ودرگذر سے کام لے اور اپنے مامور کے حق میں دعا خیر کرتا رہے اور ساتھ ہی ہر قابل غور معاملات میں ان سے مشورے بھی کیا کرے، مذکورہ آیت کا پس منظر اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ غزوہ احد کے موقعہ پر بعض صحابہ نے میدان یا مورچہ چھوڑ دیا تھا، جس کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طبعی طور پر صدمہ پہونچا، چنانچہ رب ذوالجلال نے اس آیت کو نازل فرما کر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غم کو ہلکا کیا اور صحابہ کی بھی دل جوئی کی اور دونوں کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا، پہلے نبی کی نرم خوئی ونرم مزاجی کی تعریف فرمائی اور صحابہ کی غلطیوں پر مشتعل نہ ہونے کی تلقین کی اور حسب سابق اپنے فیصلوں اور مشوروں میں انہیں شامل کرنے کی تعلیم دی، جس سے مشورہ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، چونکہ مشورہ میں یہی ہوتا ہے کہ جماعت کے فرد میں سے ہر فرد اپنے علم اور قابلیت کے مطابق اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے، جب ایک دوسرے کے نظریات سامنے آتے ہیں تو اس کے بعد ہی ایک اچھا فیصلہ سامنے آتا ہے تاہم امیر اس کا پابند نہیں ہے کہ وہ اپنے رفقا کے مشورہ پر ہی عمل کرے؛ بلکہ اس کی نگاہ اللہ پر ہو، رفقا کے مشورے کی روشنی میں اللہ جو بات اس کے دل میں ڈالیں، اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے عمل پیرا ہوجائے، گویا لوگوں کا اعتماد امیر پر ہو اور امیر کی نظر اللہ پر ہو، گویا کہ مشورہ، اجتماعی معاملات کے حل کا ایک بنیادی عنصر ہے، جس کے بغیر سیاست شرعیہ نامکمل رہتی ہے، بغیر شوریٰ کی حکومت در اصل ڈکٹیٹرشپ ہے، جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور باہم مشورہ کرنے کے بعد اس کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو صحیح اور مفید صورت کی طرف ہدایت مل جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مشورہ میں خیر ہے، البتہ مشورہ ایسے لوگوں سے لینا چاہئے، جو موجودہ لوگوں میں تفقہ اور عبادت گذاری میں معروف ہو، اگر نادانوں سے مشورہ کرتے رہے تو ممکن ہے کہ نقصان اٹھانا پڑے، اس لئے ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ عقلمندوں سے مشورے لیا کرو اس کے خلاف نہ کرو، ورنہ ندامت اٹھانی پڑے گی، اس لئے مشورہ کی سنت کو زندہ اور تازہ رکھئے، ان شاء اللہ کبھی نقصان نہیں اٹھانا پڑے گا۔

ناپ تول کر بولئے

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے لئے یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے بیان کرتا پھرے‘‘ (مسلم شریف)

وضاحت: اسلام کی ہر شئی میں خواہ وہ عقیدہ سے متعلق ہو یا عبادت سے یا اخلاق ومعاملات سے، مرکزی چیز اللہ رب العزت کی خوشنودی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری ہے، ہر وہ کام اور عمل اچھا ہے، جس کو اللہ اور اس کے رسول پسند فرماتے ہیں اور وہ برا ہے جس کو ناپسند فرمائے، اسی بنا پر اسلام کی نظر سے اخلاق کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ اخلاق جن کو خدا پسند فرماتا ہے، یہ فضائل کہلاتے ہیں، جیسے تواضع وخاکساری، دیانت داری وامانت داری اور ایثار وقربانی وغیرہ کرنے والے کو اللہ محبوب رکھتے ہیں اور وہ کام جن کو وہ ناپسند کرتا ہے، رزائل ہیں، جن سے بچنے کا حکم اس نے اپنے بندوں کو دیا ہے جن کے کرنے والے اس کے حضور میں گنہگار ٹھہرتے ہیں اور جن کے بدولت انسانی افراد اور جماعتوں کو روحانی اور مادی نقصانات پہونچتے ہیں اور ان کی معاشرت تباہ ہوجاتی ہے، جیسے غیبت وچغل خوری، بدگمانی وبے ایمانی اور دروغ گوئی وغیرہ سے دینی ودنیاوی ترقیوں کی راہیں مسدود اور سعادت اور اقبال کا دروازہ اس پر بند ہوجاتا ہے، انہیں بری عادتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر سنی سنائی باتوں کو بغیر تحقیق کے بیان کیا جائے، اس لئے یہ ایک درجہ کا جھوٹ ہے اور جس طرح جان بوجھ کر جھوٹ بولنے کی عادت رکھنے والا آدمی قابل اعتبار نہیں ہوتا، اسی طرح یہ آدمی بھی لائق اعتبار نہیں رہتا، سوسائٹی میں اس کی باتوں کی قدر نہیں رہتی، اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سنی سنائی باتوں کو نقل کرنے سے منع فرمایا ’’کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ماسمع‘‘ آدمی کے لئے یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے بیان کرتا پھرے، ایسے لوگوں کو جو ہر سنی سنائی بات پر یقین کرلیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سمّٰعون للکذب جھوٹ کے بڑے سننے والے کا خطاب دیا ہے، اکثر یہ دیکھا گیا کہ بہت سے لوگ خوش گپی کے موقع پر محض لطف صحبت کے لئے بھی جھوٹ بولتے ہیں، اس سے بھی اگر چہ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہونچا، بلکہ بعض موقعوں پر ایک دلچسپی کی چیز بن جاتی ہے، تاہم اسلام نے اس کی بھی اجازت نہیں دی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لوگوں کے ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے اس پر افسوس، اس پر افسوس ہے، کیوں کہ اس سے آدمی کا وزن ہلکا ہوتا ہے اور اس کی بات بے اعتبار ہوتی ہے اور ہر شخص یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اس کا سچ جھوٹ برابر ہے، اس لئے ہر مومن بندہ کو چاہئے کہ وہ بغیر تحقیق کے کسی بات کو نقل کرنے سے پرہیز کرے اور خوش گپی کے موقعہ پر بھی زبان کو دروغ گوئی سے محفوظ رکھے، یہی مومنانہ صفت ہے۔

دوران عدت پان کھانے کا حکم

س: کیا عدت والی عورت پان کھاسکتی ہے؟

ج: طلاق بائن یا شوہر کی وفات کی عدت میں خاتون پر زینت کی تمام چیزوں سے احتراز لازم وضروری ہے اور پان کھانے کی صورت میں ہونٹوں پر سرخی ظاہر ہوتی ہے جو ایک طرح کی زینت ہی ہے، لہٰذا دوران عدت عام حالات میں پان کھانا صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز لازم وضروری ہے، البتہ اگر کسی خاتون کو پان کی ایسی عادت ہو کہ اس کے بغیر اس کو سکون وقرار نہ ملتا ہو تو ایسی صورت میں بدرجہ مجبوری وہ پان استعمال کرسکتی ہے، لیکن لازم ہے کہ بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت ہی استعمال کرے: ’’(تحد)... (مكلفة مسلمة وأمة منكوحة)... (إذا كانت معتدة بت أو موت)...)(بترك الزينة) ... (والطيب) والدهن)... (والكحل والحناء ولبس المعصفر والمزعفر)... (إلا بعذر) راجع للجميع، إذ الضرورات تبيح المحظورات (الدر المختار) قوله (راجع للجميع) فإن كان وجع بالعين فتكتحل، أوحكة فتلبس الحرير أو تشتكى رأسها فتدهن... من غير إرادة الزينة لأن هذا تداو لازينة‘‘ (رد المحتار: ۵/۲۱۸)۔

مکروہ وقت میں سجدہ تلاوت کا حکم

س: فجر کی نماز کے بعد قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور کبھی کبھی دوران تلاوت آیت سجدہ آجاتی ہے تو کیا اس وقت سجدہ تلاوت کرسکتے ہیں جبکہ وہ مکروہ وقت ہوتا ہے؟

ج: نماز فجر کے بعد طلوع شمس سے پہلے کا وقت مکروہ وقت نہیں ہے اس میں سجدہ تلاوت ادا کرنا جائز ہے اور اگر طلوع شمس کے وقت (مکروہ وقت میں) دوران تلاوت آیت سجدہ آجائے تو اس وقت بھی سجدہ تلاوت ادا کرنا جائز ہے، مگر مکروہ تنزیہی ہے، بہتر ہے کہ مکروہ وقت نکلنے کے بعد سجدہ تلاوت ادا کیا جائے: ’’ثلاث ساعات لاتجوز فيها المكتوبة ولاصلوة الجنازة ولاسجدة التلاوة، اذا طلعت الشمس حتى ترتفع... هذا اذا وجبت صلاة الجنازة وسجدة التلاوة فى وقت مباح واخرتا الى هذا الوقت فانه لايجوز قطعاً اما لو وجبتا فى هذا الوقت واديتا فيه جاز لانها اديت ناقصة كما وجبت... لكن الافضل فى سجدة التلاوة تاخيرها وفى صلاة الجنازة التاخير مكروه‘‘ (الفتاوىٰ الهندية: ۱/۵۲)

پانچ سال کے خنثی بچہ کو غسل کون دے

س: ایک خنثی مشکل بچہ کی وفات ہوگئی جو تقریباً پانچ سال کا ہے، لڑائی اس بات کو لے کر ہے کہ اس کو غسل کون دے گا؟ مرد یا عورت یا محرم میں سے کوئی فرد؟

ج: نابالغ عام بچہ ہو یا خنثیٰ مشکل دونوں کا حکم یکساں ہے اور ستر کا حکم نابالغ بچہ کے حق میں نہیں ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں اس کو غسل وکفن عورت بھی دے سکتی ہے اور مرد بھی دے سکتا ہے خواہ محرم ہو یا غیر محرم: ’’ويجوز للرجل والمرأة تغسيل صبى وصبية لم يشتهيا لأنه ليس لأعضائهما حكم العورة (مراقى الفلاح: ۵۷۳)

ایک مسجد میں ایک وقت میں ایک ہی نماز کی دو جماعت کرنا

س: ایک مسجد میں ایک وقت میں ایک ہی نماز دو امام جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے اس سلسلہ میں کیا حکم ہے؟ کیا دونوں جماعت صحیح ہے یا ایک؟ اسی طرح جماعت ہوجانے کے بعد دوسری جماعت کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج: اسلام کے مزاج میں اتحاد واتفاق، اجتماعیت اور حسن معاشرت ہے، نماز، روزہ اور حج جیسی عبادات اجتماعیت کا حسین وعظیم مظہر ہے، ان عبادات میں نماز ایک اہم ترین عبادت ہے اور اس عبادت کے لئے رات ودن میں مرد کے لئے پانچ نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کرنا لازم قرار دیا گیا ہے اور ایک مسجد میں ایک فرض نماز کی ایک ہی جماعت رکھی گئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات خلفاء راشدین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ مجتہدین، حضرات فقہاء ومحدثین عظام اور تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں ایک مسجد میں ایک فرض نماز کی ایک ہی جماعت کا معمول رہا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں ایک مسجد میں ایک ہی نماز کی دو جماعت کا معمول بنالینا مزاج شریعت اور سنت متواترہ کے خلاف ہے، جس سے احتراز لازم وضروری ہے، مسلمانوں پر لازم وضروری ہے کہ باہمی اختلاف وانتشار کو ختم کرکے کلمہ واحدہ کی بنیاد پر متحد ومتفق ہوکر ایک ہی جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دو فریقوں کے درمیان صلح کے لئے تشریف لے گئے، واپس تشریف لائے تو مسجد نبوی میں جماعت ہوچکی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر جاکر گھر والوں کو جمع کرکے جماعت سے نماز ادا فرمائی، جبکہ مسجد میں صحابہ کرام کا ملنا مشکل نہیں تھا ان کو لے کر دوسری جماعت مسجد میں کرسکتے تھے، معلوم ہوا کہ محلّہ کی مسجد میں اہل محلّہ کے جماعت کرلینے کے بعد دوسری جماعت کرنا خلاف سنت ہے، فقہاء کرام نے اسے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے: ’’عن عبد الرحمٰن بن ابى بكرة عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أقبل من نواحى المدينة يريد الصلوٰة، فوجد الناس قد صلوا، فمال الى منزله فجمع اهله وصلى بهم‘‘ (مجمع الزوائد: ۲/۴۵، كتاب الصلوٰة، باب فيمن جاء الى المسجد فوجد الناس قد صلوا قال الهيثمى، رواه الطبرانى فى الكبير والأوسط ورجاله ثقات) ’’ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة فى مسجد محلة لافى مسجد طريق أو مسجد لاامام له ولاموذن‘‘ (الدر المختار على صدر رد المحتار: ۲/۲۸۸)

’’ولنا (انه عليه الصلوٰة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد الى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع الى منزله فجمع أهله فصلى) ولو جاز ذالک لما اختار الصلوٰة فى بيته على الجماعة فى المسجد‘‘ (رد المحتار: ۲/۲۸۹)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر 46 مورخہ ۲۹ رجمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ مطابق ۲ر دسمبر ۲۰۲۴ء بروز سوموار

فتنۂ ارتداد: اسلام سے دور کرنے کی منظّم سازش

اسلام مخالف طاقتیں روز اول سے اس کوشش میں رہی ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کو دین سے بیزار کر کے راہ ہدایت سے ہٹا کر راہ ضلالت پر ڈال دیا جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایمان قبول کرنے والوں پر ظلم وستم کے پہاڑ اسی لیے توڑے جاتے تھے کہ وہ کسی طرح کلمہ کا انکار کر کے پھر سے ضلالت وگمراہی اور شرک وبت پرستی کی راہ پر لگ جائیں، لیکن یہ کام اس دور میں ممکن نہیں ہوسکا؛ کیوں کہ جام وحدت پی کر جو ایمان ویقین ان کے سودائے قلب میں جاگزیں ہوگیا تھا اور معرفت الٰہی کی جو لذت انہیں ملی تھی، اس نے اس قدر انہیں سرشار کر دیا تھا کہ ایمان کا سرور کسی بھی ظلم وستم سے دور نہیں ہوسکا، بعد میں مسیلمہ کذاب کے زمانہ میں خود اس نے اور جھوٹے مدعیان نبوت ومہدیت نے ایک شیطانی نظام کے تحت مسلمانوں کو برگشتہ کرنے کا کام کیا، فرقۂ باطنیہ کے عروج نے کتنے ایمان والوں کو موت کے گھاٹ اتارا، اور کتنوں کو مصنوعی جنت کا خواب دکھا کر ایمان واسلام سے دور کرنے میں کامیابی حاصل کی۔

ہندوستان میں حزب الشیطان نے اس مہم کے ذریعہ بھولے بھالے اور سیدھے سادے مسلمانوں کو اپنا شکار بنایا، قلوب میں شکوک وشبہات پیدا کر کے مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے اور اسلامی احکام ومعتقدات پر اعتراضات کر کے اس کی حقانیت پر سوالات کھڑے کیے، کبھی نیچریت نے زور پکڑا، کبھی حدیث کا انکار کیا گیا اور کبھی اسلام کے سارے احکامات وجزئیات کو قرآن کریم تک محدود کر دیا گیا، ہندوستان سے باہر متشرقین نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور بزعم خود علمی انداز میں اسلام کے مسلمات کو اعتراضات کا نشانہ بنایا، ہندوستان کا وہ طبقہ جو ہندوستان سے آکسفورڈ، کیمرج اور دوسری یورپی درسگاہوں میں حصول تعلیم کو فخر ومباہات کا ذریعہ سمجھتا تھا اور مغرب سے آنے والی ہر ہوا ان کے دماغ کو تروتازہ رکھتی تھی، متشرقین کے احساسات وخیالات اور ان کی غلط فہمیوں پر مبنی تخیلات وتحقیقات کو ہندوستان برآمد کر لیا اور اپنی ہمہ دانی کے زُعم میں اسے ہندوستان میں تیزی سے پھیلانے کا کام کیا، اس طرح ہندوستان کی حد تک متشرقین یورپ کی ضرورت باقی نہیں رہی، وہاں کے بیش تر فضلاء اور فارغین نے مرعوبیت کے زیر اثر متشرقین کے شکوک وشبہات پھیلانے کے کام کو اپنے ذمہ لے لیا، اب نقل (قرآن وحدیث) کے بجائے عقل میزان ہوگئی اور جو بھی چیز کھوپڑی میں نہیں سماسکی، اس کا انکار کیا گیا اور بڑی تعداد میں مسلمان اس سے متاثر ہوئے، روس کے انقلاب کے بعد ایک بڑا طبقہ مارکسزم اور لینن واد کے زیر اثر گیا، جس کی وجہ سے مارکسی اور ترقی پسند ادب نے یہاں فروغ پایا، معاش کے حصول اور سرمایہ دارانہ نظام کو معطل اور کالعدم کرنے کے چکر میں مذہب بیزاری، دین سے دوری، اس قدر عام ہوگئی کہ دین ومذہب، خدا ورسول، جنت وجہنم، تقدیر خیر وشر کا تصور ذہن سے نکل گیا، اس شجر خبیث سے جو سلسلہ چلا اس نے دہریت اور خدا کے تصور کے بغیر ساری کائنات کو عناصر میں ظہور ترتیب کا نتیجہ قرار دیا، اس لیے اس دور کے بہت سے ادبا، شعراء اور مفکرین نے مرنے کے بعد دفن ہونے کے بجائے، ''پنج تنز میں ولیین'' ہونے کے لیے اپنے کو آگ کے حوالہ کرنے کی وصیت کی اور دنیا ہی میں ان کو آگ نے جلا کر نمونۂ عبرت بنا دیا، فکری ارتداد کا یہ سلسلہ مختلف عنوانوں سے آج بھی جاری ہے، بقول حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، ''ارتداد دبے پاؤں آتا ہے، غیر محسوس طریقہ پر داخل ہوتا ہے اور ایسا میٹھا زہر بن کر حلق سے اترتا ہے کہ زہر کھا کر بھی انسان تحسین وتعریف کے جملے کہتا ہے۔''

ایک دوسرے طبقہ نے ارتداد کے جراثیم، مذہب کی چادر اوڑھ کر پھیلانا شروع کیا، مہدویت اور قادیانیت کی تحریک نے ختم نبوت کے عقیدے پر چوٹ کیا اور مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے چیلوں نے ارتداد کی نئی مہم شروع کی، یہ مہم مذہب کی آڑ میں شروع کی گئی تھی؛ اس لیے زیادہ خطرناک تھی، چنانچہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ وغیرہ نے اس کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے پوری توانائی لگادی، حضرت مونگیری کا یہ جملہ ایک زمانہ میں زبان زد خلائق تھا کہ ''قادیانیوں کے خلاف اتنا لکھوا اور اتنا چھاپو اور اس قدر تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح اٹھے تو اس کے سرہانے قادیانیوں کے خلاف کوئی نہ کوئی رسالہ اور کتابچہ موجود ہو''، علماء کی جدوجہد نے کام کیا، اس فتنہ کے سیلاب بلاخیز پر بند باندھا گیا، اس کی طغیانی میں کچھ کمی آئی ہے، پاکستان میں اسے پارلیامنٹ کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے باوجود اس فتنہ کا پورے طور پر قلع قمع اب بھی نہیں کیا جاسکا ہے، اور انگریزوں کی یہ کاشت امریکہ، برطانیہ ہی میں نہیں، ہمارے ملک میں بھی اپنے قدم جمانے میں لگی ہوئی ہے، اس کے عبادت خانے مختلف شہروں میں موجود ہیں، اس کے مکتبے اور رسائل اس کے معتقدات کو پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں۔

قادیانیت ہی کی ایک شاخ شکیل بن حنیف کا فتنہ ہے، جوان دنوں یونیورسٹی اور کالج کے طلبہ میں برگ وبار لارہا ہے، شکیل بن حنیف (ولادت ۱۹۶۸) پیدا عثمان پور رتن پورہ دربھنگہ میں ہوا، تعلیم انجینئرنگ کی پائی، اس نے پہلے لچھمی نگر دہلی میں ایک مکان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور اب ان دنوں اورنگ آباد شہر سے باہر ''پڑے گاؤں'' میں جا کر پڑ گیا ہے، رحمت نگر کے نام سے پوری کالونی پولیس اکیڈمی کے قریب بنالیا ہے اور جس طرح قادیانی جال میں پھانس کر قادیان لے جاتے ہیں اسی طرح یہ اپنے ماننے والوں کو اورنگ آباد بلاتا ہے، اور ذہنی تطہیر کے مرحلہ سے گذارتا ہے، یہ فتنہ اس قدر بڑھ رہا ہے کہ ابھی ایک سال قبل ایک مذہبی خانوادہ میں نکاح پڑھانے کے لیے جانا ہوا، ایک بڑے عالم بھی تشریف لے گیے تھے، نکاح سے قبل خبر ملی کہ یہ لڑکا شکیل بن حنیف کا مرید ہے، بلا کر حضرت نے بہت سمجھایا، مہدی موعود کی علامت والی حدیثیں بھی سنائیں لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوا، مجبوراً ہمیں اس نکاح کو روک دینا پڑا، حضرت مولانا جب کوئی حدیث سناتے تو وہ کہتا کہ یہ علامت شکیل بن حنیف میں پائی جارہی ہے، بالآخر وہ گاؤں چھوڑ کر شکیل کے پاس چلا گیا، یہ ایک واقعہ ہے، لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس کا فتنہ دیندار مسلم گھرانوں تک پہونچ رہا ہے، اس لیے اس کے تعاقب کی سخت ضرورت ہے، واقعہ یہ ہے کہ فتنوں کے اندھیرے ہماری دیواروں تک پہونچ گیے ہیں، اور ہمارے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں۔

اس لیے اس فتنہ کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے ہر سطح پر کام کرنے کی ضرورت ہے، ہمت اور ثابت قدمی کے ساتھ اہل خانہ کی فکری وایمانی تربیت اس انداز میں کرنی چاہیے کہ وہ فتنوں سے باخبر رہیں، تاکہ ان کے جال میں نہ پھنسیں، جن علاقوں میں فتنے پھیل رہے ہیں، اس کا جائزہ لے کر علماء، ائمہ مساجد، مذہبی تنظیموں کو متوجہ کیا جائے، تاکہ اس فتنہ کے تدارک کے لیے وہ آگے آسکیں۔ بچوں کو فکری ارتداد سے بچانے کے لیے انہیں مشنری اسکولوں اور ایسے اداروں میں پڑھانے سے بھی گریز کرنا چاہیے، جہاں دیوی دیوتاؤں کی پوجا، وندنا، یوگا، پرارتھنا، ان کی روٹین کا حصہ ہو اور جہاں عیسائیت اور ہندوازم کو قومی ثقافت وکلچر، تہذیب ووراثت کا حصہ بتا کر بچوں کے معصوم ذہنوں کو زہر آلود کیا جارہا ہو۔

اپنی صلاحیتوں کو پہچانئے

ایک شخص نے خواب دیکھا کہ اس کے تلووں میں بال اگ آئے ہیں، اور وہ آسمان کی طرف پرواز کر رہا ہے، خواب کی تعبیر بیان کرنے والے کے پاس پہونچا، اپنی بات رکھی، مُعبّر نے کہا کہ تم اپنی صلاحیتوں کا صحیح استعمال نہیں کرتے، کہنے لگا میں تو گٹی بھی توڑ دیتا ہوں، پہاڑوں کو کاٹ کر راستہ بناتا ہوں، پھر کس طرح میں اپنی صلاحیتوں کا استعمال نہیں کرتا، تعبیر بیان کرنے والے نے کہا کہ تم اس کام کے لیے نہیں بنائے گیے ہو، تمہارے اندر کچھ پوشیدہ صلاحتیں ہیں، جن سے تم بڑا کام لے سکتے ہو، انہیں اپنے اندر تلاشو، تم زیادہ اچھا کام کرسکو گے، تم نے خواب دیکھا ہے کہ تمہارے تلوے میں بال اُگ آئے ہیں، ظاہر ہے اگر تم پاؤں کے تلوے کا استعمال چلنے کے لیے کرتے تو بال اس میں نہیں اُگتے، اسی طرح تم آسمان کی طرف مائل پرواز ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو صلاحیتیں تمہیں نہیں دی گئی ہیں، تم نے اس کا استعمال شروع کر دیا ہے، اس لیے تم محنت تو کر رہے ہو، لیکن غلط رخ پر کر رہے ہو، تم آسمان کی طرف پرواز کا خواب مت دیکھو اور زمین پر انسانوں کی طرح چلنا سیکھو۔

یہ ایک شخص کا واقعہ نہیں ہر فرد کا ہے، بیش تر لوگ اپنی صلاحیت ہی نہیں دوسروں کی صلاحیت کا بھی غلط اندازہ لگاتے ہیں، اپنی صلاحیت کے غلط اندازہ کی وجہ سے کام کا میدان جو منتخب کرتا ہے، اس میں ناکامی ہاتھ آتی ہے اور دوسرے کی صلاحیت اور کاموں کا غلط اندازہ لگانے کی وجہ سے دوسرا اسے ناکارہ لگتا ہے، کیوں کہ وہ دوسرے کے بارے میں غلط سوچ رکھتا ہے، شارک سمندر میں شکار کرتی ہے اور شیر جنگل میں، اب شارک کو جنگل کے شکار میں لگا دیا جائے اور شیر کو سمندر میں تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ شکار نہیں کرسکیں گے، لیکن ایسا نہیں ہے کہ وہ دونوں ناکارہ ہیں اور ان کی صلاحیتیں کمزور ہیں یا بالکل نہیں ہیں، ایسا سوچنا حقیقت کے برخلاف ہوگا، دونوں اپنے اپنے میدان میں اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ کام کر رہے ہیں، اور ان کو ناکارہ قرار دینا انصاف کے خلاف ہے، جو لوگ اپنے اندر مخفی صلاحیتوں کا ادراک کر لیتے ہیں وہ کام کے صحیح میدان کا انتخاب کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں اور جو دوسروں کی مخفی صلاحیت کا ادراک کر لیتا ہے وہ اس پر محنت کر کے اسے کام کا آدمی بنا دیتا ہے، اسی کو مردم سازی کا فن کہتے ہیں، رجال کار کی تیاری کے لیے یہ بہت ضروری ہے، ورنہ بڑے گذرتے رہیں گے اور میدان خالی ہوتا رہے گا، جن میدانوں میں آج خلا محسوس ہو رہا ہے، اور ہمیں شکوہ ہے کہ کام کے لوگ نہیں ملتے، اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ سکنڈ لائن تیار نہیں ہوسکی، پہلے صف کے لوگ جاتے رہے اور دوسری صف تیار نہیں تھی، اس لیے میدان خالی ہوگیا، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر آدمی اپنے طور پر اپنی صلاحیتوں کو پہچانے کہ وہ کیا کرسکتا ہے، دوسروں کی صلاحیت پر انگشت نمائی کے بجائے اپنی صلاحیت سے کام لے، دوسروں پر انگشت نمائی کبھی تو حسد کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی احساس کم تری کی وجہ سے، دونوں صلاحیتوں کے نکھارنے میں رکاوٹیں کھڑی کرتی ہیں، حسد کی آگ کا نقصان دوسرے کو بعد میں ہوتا ہے، پہلا نقصان حسد کرنے والے کو ہوتا ہے کہ وہ آگ کی طرح سلگتا رہتا ہے اور سلگتے سلگتے خود کو خاکستر کر لیتا ہے، احساس کمتری بھی ایک نفسیاتی مرض ہے، اس مرض کا شکار کسی بڑے کام کے لیے خود کو تیار نہیں کر پاتا، اسے ہر وقت یہ خیال ستاتا رہتا ہے کہ میں تو کچھ کر ہی نہیں سکتا، ایسے لوگوں کے لیے ان لوگوں کی رفاقت بہت مفید ہوتی ہے جو ان کے حوصلے کو بڑھاتا رہے، اور اس کے ذہن ودماغ میں یہ بات بیٹھا دے کہ تم سب کچھ کرسکتے ہو، اس حوصلہ افزائی سے کچھ ہی دنوں میں احساس کمتری سے آدمی چھٹکارا پالیتا ہے، اور اس کے اندر کی خوابیدہ صلاحتیں بیدار ہوجاتی ہیں، اس لیے کبھی بھی دوسرے کو دیکھ کر دوسرے کے کام سے اپنا موازنہ نہیں کرنا چاہیے، آپ کے اندر خود ایک دنیا آباد ہے اس دنیا کی دریافت کرتے ہی آپ کو آگے بڑھنے کا راستہ مل جائے گا، خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ راستے کبھی بند نہیں ہوتے، ہم راستے دریافت نہیں کر پاتے ہیں، ہمیں ڈائیورسن کا پتہ نہیں چلتا اس لیے ہمارے ذہن میں یہ بات سماجاتی ہے کہ راستے بند ہیں۔

بہت سارے لوگ اپنے کو حقیر سمجھتے ہیں، یہ اچھی علامت نہیں ہے، آپ کسی سے بھی کم تر نہیں ہیں، بس ضرورت اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے کام سے لگ جانے کی ہے، ضروری نہیں کہ دوسرے جس راستے سے گذر کر کامیاب ہوئے، آپ کے لیے بھی وہی ڈگر کامیابی کی شاہ راہ بن جائے ہری گھاس جانوروں کے لیے غذا کے کام آتی ہے اور اس سے وہ موٹے تازے ہوجاتے ہیں، لیکن اگر یہی گھاس درندے بھی کھانے لگیں تو اس کا حشر آپ سمجھ سکتے ہیں، اسکا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کی تقلید میں اپنا وقت نہ برباد کریں، دوسروں کی زندگی کے اسٹائل کو نہ اپنائیں، اقبال نے کہا ہے نہ ''اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے'' زندہ لوگ اپنے پیروں سے چلا کرتے ہیں اور مردے چار بھائی کے کاندھے پر، ہم آپ سب زندہ ہیں، اپنے پیروں کا استعمال کیجئے، ہوا تیز وتند ہو تو بھی چراغ جلاتے رہیے، اقبال نے اسے مردِ درویش کے انداز خسروانہ سے تعبیر کیا ہے، قبل اس کے کہ زندگی اپنے سفر کے اختتام کا اعلان کرے آپ اپنی صلاحیتوں کے بل پر لوگوں کے لیے کچھ کر جایئے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں میں اچھا وہ ہے جو لوگوں کے لیے نفع بخش ہے، نفع بخشی اس روئے زمین پر بقا کی علامت ہے، قرآن کریم میں ہے کہ جھاگ کو اللہ ختم کر دیتا ہے اور ان معدنیات کو سمندر کی تہہ میں محفوظ رکھتا ہے جو لوگوں کے لئے نفع بخش ہیں، اپنی صلاحیتوں کے ادراک اور اپنی دنیا آپ پیدا کرتے وقت ان چیزوں کا بھی خیال رکھیں، آپ کی صلاحیت سے آپ کی ذات کو بھی فائدہ پہونچے گا اور مخلوق خدا کو بھی۔ آپ کی صلاحیت ایسے کاموں میں لگ جائے گی جس کے تابندہ نقوش آپ کے سفر آخرت پر جانے کے بعد بھی لوگوں کے لیے مشعل راہ کا کام کریں گے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا ڈاکٹر محمد عتیق الرحمٰن قاسمی

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی مجلس شوری، عاملہ اور ارباب حل وعقد کے رکن، آل انڈیا ملی کونسل بہار نیز عالمی رابطہ ادب اسلامی بہار کے سابق صدر، خدابخش لائبریری پٹنہ میں مخطوطات کے سابق ذمہ دار اور سابق اسسٹنٹ لائبریرین، کم وبیش ایک درجن کتابوں کے مصنف، پچاس سے زائد علمی، تحقیقی، ادبی اور تاریخی موضوعات کے مقالہ نگار، مولانا ڈاکٹر عتیق الرحمٰن قاسمی کا 25 نومبر 2024ء کو صبح چار بجے ان کی رہائش گاہ واقع عظیم آباد کالونی پٹنہ میں انتقال ہو گیا، جنازہ کی نماز اسی دن بعد نماز عشاء ادا کی گئی اور شاہ گنج قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، ٹھنڈ اور رات کا وقت ہونے کے باوجود کثیر تعداد میں علماء، صلحاء، ائمہ اور عام مسلمانوں نے انہیں آخری سفر پر روانہ کیا اور تجہیز وتکفین میں شریک رہے، پس ماندگان میں چار لڑکے مجاہد الاسلام، ضیاء الاسلام، احیاء الاسلام، مصباح الاسلام اور تین لڑکیاں منیرہ خانم، بشریٰ خانم، عظمیٰ خانم اور اہلیہ حی القائم ہیں۔

مولانا عتیق الرحمٰن قاسمی بن محمد عقیق خان (م ا1975) بن امید علی خان کی ولادت سرکاری کاغذات کے مطابق 26 فروری 1964ء کو نیا بھوجپور میں ہوئی، جہاں ان کے والد گائے گھاٹ بلیا اتر پردیش سے نقل مکانی کر کے اپنی نانی ہال میں آبسے تھے، آپ کی والدہ کا نام مجیدہ خاتون (م 1964) دادی کا نام فریدن اور نانا کا نام اردی خان تھا، مولانا کے دو بھائی محمد شفیق خان اور محمد رفیق خان پہلے ہی دنیا چھوڑ چکے تھے اب مولانا نے بھی اس دنیا کو الوداع کہہ دیا۔

مولانا کی ابتدائی تعلیم مدرسہ اشرفیہ نیا بھوجپور میں ہوئی، یہاں انہوں نے ناظرہ قرآن سے عربی سوم تک کی تعلیم پائی، 1960ء میں مفتاح العلوم مئوتشریف لے گیے اور 1963ء تک بحیثیت طالب علم یہاں مقیم رہے، 1963ء کے آخر میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور 1965ء میں یہیں سے سند فراغت حاصل کیا۔

مولانا اپنے وقت کے بڑے محقق اور نامور عالم دین تھے۔ خدا بخش خاں اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ کے شعبہ مخطوطات کے سابق ذمہ دار اور سابق اسسٹنٹ لائبریرین ہونے کی وجہ سے تحقیق کرنے والوں کے لیے ان کی ذات خود ماخذ اور مرجع بن گئی تھی۔ امارت شرعیہ کے رکن مجلس شوری، عاملہ، ارباب حل وعقد اور ملی کونسل بہار کے حوالے سے بھی ان کی خدمات بڑی وقیع تھیں، وہ امارت شرعیہ کے پروگرام میں پابندی سے شریک ہوا کرتے تھے۔ ان کی آراء کو مجلس میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، امارت شرعیہ سے محبت کی وجہ سے ہی انہوں نے اپنی ذاتی لائبریری امارت شرعیہ کے کتب خانے کو عطا فرمائی، جن میں بہت ساری اہم کتابیں شامل ہیں، وہ مجھ سے ذاتی طور پر بھی محبت کرتے تھے، انہوں نے اپنا تحقیقی مقالہ علامہ ظہیر احسن شوق نیموی پر لکھا تھا جس پر ان کو پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض ہوئی تھی، میری تحقیق بھی علامہ ظہیر احسن شوق نیموی پر تھی اور میں نے علامہ کی کتاب آثار السنن کی شرح تفہیم السنن کے نام سے دو جلدوں میں لکھی تھی، اس مزاجی ہم آہنگی کی وجہ سے ہم دونوں میں ذہنی یکسانیت پیدا ہو گئی تھی، علامہ نیموی کے رسائل کو جب میں نے کلیات نیموی کے عنوان سے مرتب کرنا شروع کیا تو انہوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور علامہ کے جو رسائل خدابخش خاں لائبریری میں موجود تھے اس کی عکسی کاپی کی فراہمی میں میری معاونت کی۔ گاہے گاہے وہ دریافت کرتے رہتے کہ کام کہاں تک پہونچا، میں اپنی مصروفیات کی وجہ سے سست رفتاری کی بات کہتا تو فرماتے تسلسل کے ساتھ لگے رہیے۔ کام ہو کر رہیگا۔ اب افسوس ہوتا ہے کہ وہ میرے کام کو دیکھ نہیں سکے۔ کام پورا ہی کب ہوا تھا کہ دیکھتے، سرکاری سطح پر مدارس پر یلغار ہوا تو اس کے دفاع میں سرکاری ملازم ہونے کے باوجود مدارس اسلامیہ پر کتاب لکھی اس کتاب پر مجھ سے ''حرف چند'' لکھوایا، جو اس کتاب میں مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔ یاد پڑتا ہے کہ وہ کتاب مکتبہ امارت شرعیہ سے ہی چھپی تھی۔ امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدینؒ جب امیر بنے، تو انہوں نے ہر شعبہ کے جائزہ کے لیے ایک کمیٹی بنا دی تھی۔ امارت شرعیہ کی لایبریری کے جائزہ کے لیے جو دو نفری کمیٹی انہوں نے بنائی تھی۔ اس میں ایک یہ حقیر ثناء الہدی قاسمی او دوسرا نام ڈاکٹر عتیق الرحمٰن مرحوم کا تھا۔ اس زمانہ میں میں مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور ویشالی میں استاذ ہوا کرتا تھا۔ ہملوگوں نے کئی دن وقت لگا کر جائزہ کا کام مکمل کیا تھا اور امارت کے کتب خانے کو معیاری اور مثالی بنانے کے لیے مفید اور ضروری مشورے دیے تھے ان مشوروں میں کتب خانہ کے بارے میں مولانا کے طویل تجربات سے ہم نے فایدہ اٹھایا تھا۔

مولانا کو جو مجھ سے محبت تھی۔ اسی بنیاد پر اپنے دو لڑکوں کا نکاح انہوں نے مجھ سے پڑھوایا تھا ڈاکٹر مولانا محمد عتیق الرحمٰن قاسمی کا انتقال علم وتحقیق کی دنیا کا بڑا نقصان ہے، ان کی تصنیفات عرب وہند کی علمی وادبی خدمات، نقوش دلی (سفرنامہ) دنیا کے سب سے مقدس دربار میں (سفرنامہ)، المحدث الکبیر شیخ ظہیر احسن نیموی، مرا?ۃ العلوم، مشاہیر کے خطوط، مفتاح کنوز الخفیہ، عورت قران کریم میں اور اس جیسی دوسری کتابیں ان کی علمی عبقریت وعظمت پر شاہد ہیں، وہ ذاتی طور پر انتہائی ملنسار، متواضع اور اخلاقی طور پر انتہائی قابل قدر تھے، وہ زمانہ تک عالمی رابطہ ادب اسلامی بہار کے ذمہ دار رہے، انہوں نے ادب اسلامی کے مختلف عنوانات پر سیمینار پٹنہ میں منعقد کیا تھا، ایک سیمینار المعہد العالی امارت شرعیہ کے ہال میں بھی انہوں نے کرایا تھا، جس کا عنوان ''اردو ادب میں قصہ نگاری کی روایت'' تھا۔ میں بھی اس سیمینار میں شریک تھا اور مقالہ پڑھا تھا، اس کے علاوہ عظیم آباد کالونی میں بھی ایک ادبی مجلس منعقد کی تھی جس میں میں نے مقالہ پڑھا تھا او درگاہ شاہ ارزاں کے سجادہ نشیں حضرت شاہ حسین الحق قبلہ نے اس مقالہ کا مجلس میں تنقیدی جائزہ پیش کیا تھا۔ معہد والے پروگرام کی صدارت مرشد امت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ نے فرمائی تھی۔

ایسے با فیض شخص کا دنیا سے رخصت ہو جانا ان کے خاندان ہی نہیں علم وادب کے قدردانوں کے لیے بھی بڑا سانحہ ہے، اللہ رب العزت مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

کتابوں کی دنیا

: انوارالحسن وسطوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

گلدستۂ ہدیٰ

''گلدستۂ ہدیٰ'' کے مؤلف مولانا محمد وہاج الہدیٰ سبیلی قاسمی ہیں، مولانا موصوف ضلع ویشالی کے نامی گرامی علمی ودینی گھرانہ ''ہدیٰ فیملی'' کے چشم وچراغ ہیں۔

موصوف کے تعارف کے لیے مزید یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ ملک کے نامور عالم دین اور جید صحافی مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شریعہ بہار، اڈیسہ وجھارکھنڈ کے برادرزادہ (پسر ماسٹر محمد ضیاء الہدیٰ رحمانی مرحوم) اور مفسر قرآن مولانا مفتی محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری (استاذ: دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد) کے برادر خرد ہیں، مولانا محمد وہاج الہدیٰ دارالعلوم دیوبند (یوپی) سے فراغت کے بعد اپنے خاندانی پیشہ درس وتدریس سے منسلک ہیں۔ فی الوقت موصوف مدرسہ حسینیہ چھپرہ خرد چہرہ کلاں ضلع ویشالی بہار میں استاد کی حیثیت سے مامور ہیں اور اپنے تدریسی خدمات بحسن وخوبی، دلجمعی اور انہماک سے انجام دے رہے ہیں۔

مولانا محمد وہاج الہدیٰ کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ نہایت سنجیدہ طبیعت اور خاموش مزاج انسان ہیں، اچھے حافظ قرآن ہیں، صلاحیت اور صالحیت دونوں طرح کے اوصاف سے متصف ہیں، موصوف نے اپنی تعلیم وتربیت کے اکثر ماہ وسال اپنے برادر کلاں مولانا مفتی محمد سراج الہدی ندوی ازہری کے زیر نگرانی دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد میں گزارے ہیں، موصوف نے اپنے والد گرامی ماسٹر محمد ضیاء الہدیٰ کی خواہش کی تکمیل کے لیے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا، وہاں انہوں نے دورۂ حدیث کی تکمیل کی اور وہیں سے سند فضیلت حاصل کی، لیکن والد محترم نے بیٹے کی سند فضیلت دیکھنے سے قبل ہی 18 جنوری 2018ء کو اچانک داعئ اجل کو لبیک کہہ دیا۔ موت برحق ہے اور وقت مقررہ پر اسے ہونا ہے، بڑی بات یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے موصوف کے والد گرامی کی نیک خواہش کو پورا کر دیا، یہ بڑی سعادت کی بات ہے، یہ اکرام سب کو نصیب نہیں ہوتا ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مولانا محمد وہاج الہدیٰ قاسمی کا تعلق اس خانوادہ سے ہے، جس کے تقریبا دو درجن افراد درس وتدریس کے پیشے سے منسلک ہیں، ''ہدیٰ فیملی'' کی اس انفرادیت کی کوئی دوسری مثال ضلع ویشالی کے کسی اور خانوادے میں نہیں ملتی۔

مولانا محمد وہاج الہدیٰ قاسمی کی زیر تذکرہ کتاب ''گلدستہ ہدیٰ'' چھ عناوین اور 104 صفحات پر مشتمل ہے، اپنے اس کتاب میں مولانا موصوف نے بنیادی دینی معلومات کو جس طریقے سے جمع کیا ہے، وہ قابل تعریف ہے، یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ قرآن وحدیث اور دیگر مستند کتابوں کے حوالہ جات سے آراستہ یہ کتاب ملت اسلامیہ کے نونہالوں کے لیے ایک قیمتی تحفہ ہے، سچائی یہ ہے کہ یہ کتاب نہ صرف بچوں کے لیے قابل استفادہ ہے، بلکہ ان بڑے اور بوڑھوں کے لیے بھی کارآمد ہے، جو دینی معلومات کی بنیادی باتوں سے نابلد ہیں۔

کتاب ہذا کی تالیف کا خیال مؤلف کتاب کے ذہن میں کیوں آیا، اس کا ذکر موصوف نے کتاب میں شامل اپنی تحریر ''عرض مرتب'' میں جن الفاظ میں کیا ہے، وہ قابل توجہ ہے:

''گلدستۂ ہدیٰ'' کی تالیف کا خیال میرے ذہن ودماغ میں اس وقت آیا، جب گاہے بگاہے سوشل میڈیا پر مسلمانوں کے ایسے انٹرویوز (Interviews) آنے لگے، جن میں لوگوں سے بالکل عام سا سوال کیا جاتا ہے، جیسے: آپ کے نبی کا نام کیا ہے؟ آپ کا دین کونسا ہے؟ آپ کس کی امت میں ہیں؟ پہلا کلمہ کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ ان سوالوں کے جواب بھی اکثر لوگ نہیں دے پاتے، تو دلی افسوس ہوتا، یہیں سے میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ ایک ایسی کتاب تالیف کر دوں جس میں شب وروز کے اعمال کی چھوٹی چھوٹی دعائیں، منتخب قرآنی آیات، چالیس احادیث، اسلامی تعلیمات کی بنیادی باتیں، عقائد وایمانیات، فرائض وواجبات، سنن ومستحبات اور مختصر خطبوں وغیرہ کا ذکر ہو۔ ان کے علاوہ قرآن وحدیث اور سیرت سے متعلق بنیادی باتیں سوال وجواب کے انداز میں اختصار کے ساتھ پیش کی جائیں جو مدارس ومکاتب اور اسکول کے طلبہ وطالبات کے علاوہ عام لوگوں کے لیے بھی مفید ہوں اور وہ اسے بآسانی یاد کر کے اپنے ذہن ودماغ میں محفوظ بھی کر سکیں۔

میں نے اس کتاب کو ''گلدستۂ ہدیٰ'' کے نام سے موسوم کیا ہے، یعنی اس کتاب کو یاد کرنے والے کی زندگی ان شاءاللہ ہدایت کی خوشبو محسوس کرے گی، قرآن واحادیث کی سیر کرے گی اور دعاؤں کے اہتمام کی وجہ سے زندگی میں نورانیت پیدا ہوگی''۔ (''گلدستۂ ہدیٰ'' ص:12)

زیر تذکرہ کتاب ''گلدستۂ ہدیٰ'' کے مندرجہ ذیل چھ عناوین ہیں: (۱) ادعیہ (۲) اربعین (۳) فرائض وواجبات اور سنن (۴) کوئز (۵) متفرقات (۶) خطبات

''ادعیہ'' کے ضمن میں کلمہ ودرود، قرآنی دعائیں، روزمرہ کی چالیس دعائیں، جنازہ کی دعائیں اور دونوں جہان کی بھلائی کی دعائیں مع ترجمہ شامل کتاب ہیں۔

''اربعین'' کے تحت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور اور مختصر چالیس احادیث مع ترجمہ شامل ہیں۔ یہ وہ احادیث ہیں، جنہیں جاننا، سمجھنا اور یاد رکھنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

''فرائض وواجبات اور سنن'' کے ضمن میں فرائض وضو، سنن وضو، نواقض وضو، فرائض غسل، فرائض تیمّم، شرائط نماز، فرائض نماز، واجبات نماز، سنن نماز، مفسدات نماز اور فرائض نماز جنازہ کے عناوین سے مسائل بتائے گئے ہیں، جن کا جاننا ہر مسلمان کے لیے ضروری اور لازمی ہے، کیوں کہ ان مسائل کے علم کے بغیر وضو اور نماز کی صحیح ادائے گی ممکن نہیں ہے۔ لہذا اس اعتبار سے ''گلدستۂ ہدیٰ'' کا یہ باب بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

''کوئز'' عنوان کے مشمولات بھی بے حد اہم ہیں، جن میں عقائد واسلامیات، فرشتے، قرآنیات، انبیائے کرام علیہم السلام، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تعلق سے سوال وجواب پر مشتمل معلومات فراہم کرائی گئی ہے، اپنی اہمیت کے اعتبار سے یہ باب بے حد اہم اور معلوماتی ہے۔ مؤلف نے اس باب کی ترتیب میں بڑی محنت کی ہے اور اس کے لیے کتاب کے 24 صفحات کا استعمال کیا ہے۔

''متفرقات'' کے ضمن میں کھانے پینے اور سونے کی چند سنتوں کے ذکر کے بعد شاعر مشرق علامہ اقبال کی ان چار مشہور نظموں کو شامل کیا گیا ہے جنہیں بچے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں، انہیں پڑھنا بھی چاہیے اور زبانی یاد بھی رکھنا چاہیے، ان نظموں کی شمولیت سے مؤلف کی اقبال پسندی ظاہر ہوتی ہے۔

کتاب کا آخری باب ''خطبات'' کے عنوان سے ہے، جس میں خطبۂ جمعہ، خطبۂ عید الفطر، خطبۂ عید الاضحیٰ اور خطبۂ نکاح شامل ہیں، یہ سبھی خطبات مختصر ہیں، جنہیں آسانی سے یاد کیا جا سکتا ہے اور اگر یاد نہ بھی ہو تو وقت ضرورت ایک عام آدمی بھی یہ خطبہ ''گلدستۂ ہدیٰ'' دیکھ کر پڑھ سکتا ہے اور نماز جمعہ ونماز عیدین کا خطبہ دے سکتا ہے، حتی کہ نکاح بھی پڑھا سکتا ہے۔ (بقیہ: صفحہ ۷ ر پر)

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

شیخ احمد سرہندیؒ
حضرت مجدد الف ثانی

✍: مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی جیسی عظیم شخصیت کو سرزمین ہند میں اسلام کی آبیاری کے لئے منتخب فرمایا تاکہ وہ اس ملک کی اسلامی تاریخ میں دعوت وعزیمت کی ایک طویل داستان چھوڑ جائیں، حضرت مجدد صاحب ایک ایسے ولی باصفا تھے، جو ولایت کی بلند منزلوں پر فائز تھے اور ایسے عارف باللہ تھے جس سے زیادہ بلندی کا تصور محال ہے، یہی شان امتیازی ہے جس نے ان کو تاریخ اسلامی ہند میں قابل فخر بنا دیا اور اس کی بنا پر ہندوستان کے بچے بوڑھے اور مرد وعورت ان کی شخصیت کے لئے ثناخواں اور رطب اللسان نظر آتے ہیں، ہم بار بار حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں سنتے اور پڑھتے ہیں، وہ اپنے زمانہ کے شہنشاہ اور سب سے بڑی طاقت کے سامنے سینہ سپر ہو گئے تھے، انہیں اولیاء وربانیین کا سردار اور علماء وعارفین کا سرخیل سمجھا جاتا ہے، وہ ایک قوی الایمان اور صاف دل بزرگ تھے اور خدا اور رسول کے سچے وپکے عاشق تھے، انہوں نے جو کارنامے انجام دیئے وہ نہایت حیرت انگیز محیر العقول ہیں۔

گیارہویں صدی ہجری کے اوائل میں نہ صرف ہندوستان بلکہ پورا عالم اسلام زبوں حالی کا شکار تھا، مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ میں ضعف داخل ہو چکا تھا، انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے والا کوئی نہیں تھا، نہ ہی کوئی ان کی کھوئی عظمت کی بازیابی کے لئے فکر کرنے والا تھا، باطل طاقتوں نے مسلمانوں کی اس غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کی عظمت تارتار کرنے اور اس کے قلعہ کو مسمار کرنے کے منصوبے رچنے شروع کر دیئے اور وہ اسلام کی عمارت کو منہدم کر کے کفر والحاد کا بازار گرم کرنے لگے، ان باطل طاقتوں کو حکومت اور ارباب اقتدار کی پشت پناہی حاصل ہو گئی تھی جس کی وجہ سے ان کی سرگرمیاں دو چند ہو گئیں اور دین کی ذلت وپستی ضیاع اور مسلمان کے الحاد کا خطرہ ان کے سر پر منڈلانے لگا، مسلمانوں پر کفر والحاد کے ان منڈلاتے ہوئے بادلوں نے حضرت شیخ احمد سرہندی کی نیند حرام کر دی اور وہ بے چین ومضطرب ہو گئے اور وہ اس عظیم خطرہ سے حفاظت کا سامان کرنے لگے تاکہ اس کی بیخ کنی کے ذریعہ اسلام کے کلمہ کو سربلند کیا جائے اور ہندوستان کی اسلامی آبادیوں کو ایمان ومعرفت کی دولت سے از سر نو بہرہ ور کیا جائے اور عزت ووقار اور سکون واطمینان کی فضا پھر قائم ودائم ہو، انہوں نے اس معرکہ کو ایمان ویقین کی قوت سے سر کرنے کا عزم کر لیا اور میدان میں کود پڑے، یہ معرکہ کوئی معمولی معرکہ نہ تھا، یہ کفر واسلام کی جنگ تھی اور یہ معرکہ عقیدہ والحاد کا معرکہ تھا، انہوں نے ایمان وعزیمت کی طاقت سے اس کا پرزور مقابلہ کیا، یہاں تک کہ ان کے مد مقابل تمام طاقتیں لرزہ براندام ہو گئیں اور ان کے خلاف اٹھنے والی ہر صدا دب کر رہ گئی، انہوں نے تمام فتنوں کو اپنے پیروں تلے روند ڈالا اور جب بادشاہوں اور امراء کو اپنے عہدۂ ومناصب اور حکومت وسلطنت کا خطرہ لاحق ہونے لگا تو وہ آپ کے درپے آزار ہو گئے اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچانی شروع کر دیں، لیکن انہوں نے ان تمام حالات کا عزم وہمت اور جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کیا اور اپنے عزائم سے شمہ بھر مفاہمت نہ کی اور نہ کارِ دعوت سے پیچھے ہٹے اور نہ ہی اپنی بات سے منحرف ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو پہاڑ کی سی صلابت واستقامت فرمائی تھی۔

حضرت شیخ احمد سرہندی اس وقت معاشرہ کی ایک اہم ضرورت تھے، اسلامی معاشرہ کسی ایسے صاحب عزیمت کا منتظر تھا جو اس کو متعفن حکومت کے شکنجوں سے آزاد کرا سکے اور برسر اقتدار امراء وسلاطین کے مکر وفریب سے محفوظ کر سکے، جن کی پوری توانائی دین وعقیدہ سے استہزا اور تمسخر میں صرف ہونے لگی تھی، تاکہ اسلام کی عظمت لوگوں کے دلوں سے ختم ہو جائے اور مسلم طبقہ کی حیثیت ہندوستان میں محض ایک ذریعہ وآلہ کی ہو کر رہ جائے، جس کے ذریعہ وہاں کی حکومت اور سلطنت کے ساتھ اسلام کا نام چسپاں کیا جا سکے، جب کہ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا، اس سلسلہ میں ان کی جرأت کا یہ حال تھا کہ انہوں نے شیخ احمد سرہندی کو چند سکوں کے عوض خریدنے کی کوشش کی، تاکہ اس طرح وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور اسلام کی غلط تصویر کشی کے لئے اس سے فائدہ اٹھا سکیں، اس لئے کہ عوام کا شیخ احمد سرہندی سے تعلق اور ان کے اندر کی حد درجہ مقبولیت کا انہیں علم ہو چکا تھا اور اس وقت وہ مسلمانوں کے اندر بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

ایسے تاریک دور میں جب جہالت وبے دینی، ظلم وسرکشی اور مطلق العنانی طواف الملو کی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ اس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور یہی سرزمین ہند جو کبھی عقیدہ ودین کے لئے ڈھال ہوا کرتی تھی، آج نئے مذہب اور نئے عقیدہ کے اختراع وایجاد کی سازش رچنے کی تیاری میں مصروف تھی، ایسے موقع پر یہ نحیف وناتواں اور کمزور شخص بھلا اتنی بڑی حکمت اور اسلحوں کے مقابلہ میں کیا کر سکتا تھا اور اس کی کیا مجال تھی کہ وہ ایسی حکومت اور فوج کے مد مقابل آئے، جس سے محض بزدلی اور اسلحہ وفوج کے خوف کی بنا پر عوام نے سمجھوتہ کر لیا ہو، لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ کسی بھی حالت میں اسلام کی ذلت کو برداشت نہیں کر سکتے اور کسی بھی صورت میں اسلام کی عظمت پر آنچ نہیں آنے دیں گے، وہ اپنی نگاہوں سے یہ دیکھ رہے تھے کہ ایک ملحد بادشاہ لوگوں کو اسلام سے پھیر رہا ہے اور ان کو ان کے عقیدہ سے منحرف کر رہا ہے اور ان کی نگاہیں یہ بھی دیکھ رہی تھیں کہ معاصر علماء اس ظالم وملحد بادشاہ کی حمایت کر رہے ہیں اور اس کے ہر بن مو کے اشارہ کی تائید کر رہے ہیں اور وہ اسلام کی بیخ کنی میں اس کے ساتھ برابر کے شریک ہیں، ایسا لگ رہا تھا کہ ہندوستان اور اس کے زیر فرمان ملکوں میں اسلام کی طاقت وقوت ہمیشہ ہمیش کے لئے مٹ کر رہ جائے گی اور ایک نیا مذہب جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اس کی جگہ لینے کے لئے منتظر کھڑا تھا، یہ دین اکبری تھا، جس کو شہنشاہ اکبر نے اپنی رعایا پر زبردستی تھوپ رکھا تھا، اس کا کہنا تھا کہ اللہ اکبر کا مطلب ہے کہ شہنشاہ اکبر ہی اللہ ہے اور اس کے حواری ودرباری اس کا اعتراف کرتے تھے، وہ اس کے آگے سر ٹیکتے اور جھکتے تھے اور خدا کی طرح اس کے سامنے دست سوال دراز کرتے تھے اور غلط تقلید ورسومات اور فاسد عقائد نے لوگوں کے دلوں میں گھر کرنا شروع کر دیا تھا اور آہستہ آہستہ یہ خبریں بالکل دینی عقیدہ کی شکل اختیار کرتی جا رہی تھیں۔

لیکن شیخ احمد سرہندی نے ان حالات میں دعوت اسلام کے لئے جس اسلوب کو اختیار کیا تھا وہ بڑا ہی پرکشش اور پرتاثیر اور زود اثر تھا، یعنی خطوط اور مکتوبات کے ذریعہ علماء وزراء ارباب حکومت اور افواج تک اسلام کی دعوت کو عام کرنا، یہ مکتوبات حکمتوں اور معارف کا ایک خزانہ ہوا کرتے تھے اور وہ اپنے پہلو میں حکمت ومعرفت کے بہت ہی دلنشیں اور اعلیٰ مفاہیم سموئے ہوتے تھے، جس سے لوگوں کو روشنی ملتی تھی اور باطل عقائد وخیالات کو دل سے نکال کر ان کے دلوں کو راہ حق کی قبولیت اور عبرت وموعظت کے لئے ڈھالتے تھے۔

انہیں رسائل ومکتوبات کے ذریعہ شیخ سرہندی کی ارباب سیاست اور برسر اقتدار افراد تک رسائی ہوئی اور انہیں اس دعوت کی وجہ سے اکرام وتعظیم سے نوازا گیا اور شیخ نے ان لوگوں کے دلوں میں سربلندی وعظمت کا مقام حاصل کر لیا، چنانچہ شیخ نے حکومت اور فوج کے ارکان سے مراسلت ومکتوب نگاری میں مزید جوش وخروش کا مظاہرہ کیا اور اس کے نتیجہ میں ان میں سے ایک بڑی تعداد نے شیخ سے بیعت کی اور ان لوگوں نے دل کی گہرائیوں کے ساتھ شیخ سے محبت کا ثبوت پیش کیا، اس لئے کہ انہوں نے شیخ کی دنیا سے بے رغبتی اور توجہ الی اللہ کا قریب سے مشاہدہ کر لیا تھا اور شیخ نے خود کو ایک ایسے مفید اور کار آمد عمل سے وابستہ کر لیا تھا جس سے اس دور کے علماء ناواقف تھے۔

شیخ احمد سرہندی کے یہ مکتوبات دعوت وارشاد کا سب سے اہم ذریعہ ثابت ہوئے اور اسی کے ساتھ وہ پوری قوت کے ساتھ دلوں پر جلد اثر انداز ہوتے تھے، کیونکہ ان میں ایمان ویقین کے اعلیٰ مفاہیم اور خوبصورت معانی پوشیدہ تھے اور انہوں نے صفحۂ قرطاس میں اپنے دل کے ٹکڑے نکال کر رکھ دیئے تھے اور ان کے مراسلات از دل خیزد، بر دل ریزد کے مصداق ہوا کرتے تھے، اپنی اثر پذیری کی وجہ سے یہ مکتوبات واعظوں اور مخلصانہ کام کرنے والوں کے لئے ہمیشہ ہمیش ایک مرجع کا کام دیں گے اور حق کے متلاشیوں اور سلوک ومعرفت کے جادہ پیما سالکین کے لئے رہبر ثابت ہوں گے، اسی طرح یہ خطوط اسلام کے علمی سرمایہ اور کتب خانوں کے لئے بھی زینت کا باعث ہوں گے، شیخ کے یہ مکتوبات فصیح وبلیغ فارسی میں تین ضخیم جلدوں میں موجود ہیں، اپنے ایک مکتوب میں وہ رقم فرماتے ہیں:

وامصیبتاہ، واحزناہ، واحسرتاہ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (جو محبوب رب العالمین ہیں) ماننے والے ذلیل وخوار ہیں اور آپ کی نبوت کا انکار کرنے والے باعزت وبااعتبار، باطل نمایاں اور کامیاب ہے اور حق روپوش ومستور، ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں:

قرن ماضی (عہد اکبری) میں اہل اسلام کے سر پر سے کیا مصیبت گذر گئی، اس سے پہلے کی صدیوں میں غربت اسلام کے باوجود اہل اسلام کی ذلت وخواری اس سے زیادہ نہ ہوتی تھی، اس زمانہ میں زیادہ سے زیادہ یہ تھا کہ مسلمان اپنے دین پر قائم رہیں اور اہل کفر اپنے طریق پر "لکم دینکم ولی دین"، لیکن قرن ماضی میں اہل کفر غالب آ کر برملا دار الاسلام میں احکام کفر کا اجراء کرتے تھے اور مسلمان اسلام کے احکام کے اظہار سے بھی مجبور تھے، اگر کوئی ہمت بھی کرتا تھا تو موت کی سزا پاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ذلیل وخوار تھے اور آپ کی نبوت کا انکار کرنے والے باعزت وبااختیار مسلمان اپنے زخمی دلوں کے ساتھ اسلام کی نوحہ خوانی میں مصروف تھے اور معاندین تمسخر واستہزاء کے ساتھ ان کے زخموں پر نمک پاشی کرتے تھے، آفتاب ہدایت گمراہی کے پردہ میں مستور اور نور حق باطل کے حجابات میں مخفی وروپوش تھا، سنت کی پیروی کے وہ دلدادہ اور بدعات سے سخت متنفر تھے اور سنت مطہرہ سے میل نہ کھانے والی چیزوں سے سخت اجتناب کرتے تھے اور انہوں نے اپنے کو عادی بنا لیا تھا اور وہ ہر حالت وہر آن سنت ہی کی اتباع کرتے تھے، یہاں تک کہ ان کا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا اور سونا جاگنا، مطابق سنت ہی ہوتا، پوری عمر نہ ان کا کوئی عمل خلاف سنت دیکھا گیا اور نہ ہی کوئی قول پایا گیا، ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے کہ ایک بار انہوں نے ایک لونگ مانگی، جب وہ چھ عدد لونگ لے کر آیا تو ان کو یہ ناگوار گزرا جس کا اثر چہرے پر ظاہر ہونے لگا اور انہوں نے افسوس کے ساتھ کہا کہ ہمارے ساتھی کو اب تک معلوم نہ ہو سکا کہ وتر کی رعایت سنت ہے "ان اللہ وتر یحب الوتر" فرمایا جب میں وضو کرتا ہوں تو میں سنت کی پیروی کے خیال سے چہرے کا داہنا حصہ پہلے دھوتا ہوں اس لئے کہ تیامن سنت ہے"۔

انہوں نے اپنی پوری زندگی دعا وعبادت، دعوت وارشاد اور سنت ونوافل اور تلاوت وذکر کی دعوت دینے اور اس کے لئے لوگوں کو آمادہ کرنے پر گزاری، رات میں وہ بہت کم سوتے تھے، ہر روز آدھی رات کو بیدار ہو جاتے، اوراد ونوافل، دعا، عبادت اور توبہ وانابت اور ذکر واذکار میں صبح تک مشغول رہتے، وہ فقراء ومساکین کی دلداری بھی کرتے اور چاشت کے بعد ان کو کھانا تقسیم کرتے اور ہر روز ان کے دسترخوان پر تقریباً سو علماء وصلحاء اور حفاظ شریک ہوتے تھے اور جب بھی کوئی مال آتا تو اس کے ایک حصہ کو مستحقین پر صرف کرتے تھے، وہ حقوق العباد کی ادائیگی کا بڑا اہتمام کرتے تھے، مریضوں کی عیادت ومزاج پرسی، نماز جنازہ میں شرکت، اہل اولاد ومریدین کی تربیت وپرورش کی ذمہ داری بہتر طریقہ سے انجام دیتے تھے اور احسن طور پر اپنے واحباب وحقوق کو پورا کرتے تھے اور وہ عوام کے افادہ کے لئے درس وتدریس اور افتاء نویسی وغیرہ بھی کیا کرتے تھے۔

شیخ احمد تو آخرت کی طرف چلے گئے، لیکن انہوں نے اپنے جدوجہد کا ایک ایسا سلسلہ چھوڑا ہے، جس سے امت اسلامیہ نے بہت فائدہ اٹھایا اور ہمیشہ ہمیش یہ فائدہ قائم ودائم رہے گا، شیخ احمد کے بعد بے شمار لوگ ان کے سلسلہ سے فیضیاب ہوئے، ان کا سلسلۂ تصوف جس کو سلسلۂ چشتیہ کے نام سے جانا جاتا ہے بہت پرتاثیر ہے، ہندوستان میں کسی بھی سلسلہ کو اتنی مقبولیت نہیں حاصل ہوئی، یہ سلسلہ پورے عالم اسلام میں ترکی کے اطراف سے لے کر مشرق کی سرحدوں اور مغرب اقصیٰ وغیرہ تک پھیلا، جیسا کہ محمد بن عبدالرحمٰن الفاسی نے اپنی کتاب "المنع البادية" میں تحریر کیا ہے اور شیخ خالد کردی ان کے خلفاء میں سے تھے، جن کے ذریعہ یہ سلسلہ عالم اسلام میں پھیلا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو چار اولاد عطا کی تھیں جو سب اولیاء اللہ ہوئے اور ان لوگوں کے ذریعہ ایسی ایسی کرامتیں ظاہر ہوئیں جن سے عقل ششدر رہ جاتی ہے، ان لوگوں کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو ہدایت ملی، خاص طور سے ان کے تیسرے بیٹے شیخ محمد معصوم معرفت وکمال اور للّٰہیت کے ایسے بلند مقام پر فائز ہوئے کہ کہا جاتا ہے کہ ان کے مریدین نو لاکھ سے زائد تھے، ان کی بے شمار تصنیفات ہیں، جو علوم ومعارف اور حقائق ورموز سے پر ہیں، خاص طور سے ان کے وہ مکتوبات جو تین جلدوں میں ہیں، ان کا شمار فصیح وبلیغ اور دلوں پر گہرا اثر ڈالنے والے مکتوبات میں ہوتا ہے، یہ اس طاقتور مومن کی زندگی کی ایک جھلک ہے جس پر بجا طور پر عالم اسلام کو فخر حاصل ہے۔

Scanned with CamScanner

قرون اولیٰ کے چند بے لاگ فیصلے

از

حضرت مولانا مجیب اللہ ندویؒ

مدینہ منورہ سے جب یہود نکلے تو انہوں نے خیبر میں جہاں ان کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ پناہ لی اور وہاں سے ہر طرح کی سازشیں کرنی شروع کیں، آپ نے مجبور ہو کر ان سے جنگ کی جب ان کو شکست ہوئی تو مسلمانوں نے ان سے کوئی انتقام نہیں لیا؛ بلکہ انہوں نے اپنے خون کے پیاسے اور برسوں کے دشمن کے ساتھ جو عدل و انصاف کیا اس کو دیکھ کر وہاں کے یہودی پکار اٹھے۔ ’’اسی انصاف سے زمین وآسمان تھمے ہوئے ہیں۔‘‘

فتح مکہ کے دن جب بعض صحابہ نے یہ نعرہ لگایا کہ بس آج جنگ کا دن ہے پرانے دشمنوں سے خوب بدلہ کیا جائے گا **الیوم یوم الملحمہ** کی آواز آپ کے گوش مبارک تک پہنچی تو آپ نے فرمایا ’’آج تو رحم وکرم کا دن ہے‘‘ فتح مکہ کے دن جب قریش کا سارا زور ٹوٹ گیا تو ان کو خدشہ ہوا کہ آج ہم کو قتل کر دیا جائے گا سارے قریش آپ کے فرمان قتل کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ نے ان سب سے مخاطب ہو کر فرمایا قریش کے لوگو! کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کروں؟ بولے ایک شریف بھتیجے کا طرز عمل، تو آپ نے فرمایا میں تمہارے لیے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے لیے کہا تھا۔‘‘ آج کے دن تمام غلطیوں کے باوجود انتقام نہیں لیا جائے گا۔ (یوسف) پھر فرمایا۔ **اذھبوا فانتم الطلقاء** جاؤ تم لوگ تمام سزاؤں سے بری ہو۔

آپ نے عثمان بن طلحہؓ جو اس سے پہلے کعبہ کے کلید بردار تھے ان سے کنجی اپنے دست مبارک میں لے کر پھر واپس کر دی اور فرمایا آج کا دن نیکی اور وفا شعاری کا ہے **الیوم یوم الوفاء** اگر آپ ان سے جنہوں نے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو بیس برس مسلسل پریشان کیا تھا انتقام لیتے تو کوئی بے انصافی نہ ہوتی بلکہ انصاف ہوتا مگر آپ نے عام عدل وانصاف سے بھی آگے انسانیت اور دوستی کی اعلیٰ مثال قائم کی۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں حضرت عمرو بن العاص مصر کے گورنر تھے انہوں نے ایک بار گھوڑوں کی دوڑ کرائی۔ اس دور میں گورنر کے بیٹے کا گھوڑا بھی شریک تھا۔ مگر جب دوڑ ہوئی تو ایک مصری (غیر مسلم) کا گھوڑا آگے بڑھ گیا مصری نے فتح کے جوش میں کوئی ایسا جملہ کہا جو گورنر کے صاحبزادے (محمد بن عمرو بن العاص) کو برا معلوم ہوا اور انہوں نے مذکورہ مصری کو کوڑے سے مار دیا۔ مارتے ہوئے ان کی زبان سے نکلا **خذوھا وان ابن الاکرمین** (یہ لو میں شریفوں کی اولاد ہوں) حضرت انس بن مالکؓ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مصری (غیر مسلم) مصر سے چل کر مدینے پہونچا اور خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق کے سامنے شکایت کی کہ گورنر کے لڑکے نے اس کو اسطرح کوڑے سے مارا ہے اور یہ جملہ کہا ہے۔

حضرت عمر نے فرمایا تم یہاں ٹھہرو اور فورا اپنے ایک خاص آدمی کو مصر بھیجا اور فرمایا عمرو بن العاص اور ان کے بیٹے محمد بن عمرو جس حالت میں ہوں اسی حال میں ان کو لیکر مدینے آؤ۔ چنانچہ وہ لائے گئے جب وہ مدینہ پہونچے تو حضرت عمر نے فرمایا کہاں ہے یہ کوڑا لے آؤ اس سے شریف زادہ کو ماریں اس کے بعد مصری نے کوڑا لیا اور گورنر کے سامنے ان کے صاحبزادے کو مارنا شروع کیا وہ مارتا رہا یہاں تک کہ ان کو زخمی کر دیا۔ حضرت عمرؓ درمیان میں کہتے جاتے تھے کہ شریف زادہ کو مارو جب وہ خوب مار چکا تو حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ ان کے والد عمرو بن العاصؓ کے سر پر بھی مارو کیونکہ خدا قسم ان کے بیٹے نے صرف اپنے باپ کی بڑائی کے زور پر تم کو مارا تھا، مصری نے کہا اے امیر المؤمنین جس نے مجھ کو مارا تھا اس کو میں نے مار لیا اس سے زیادہ کی مجھے حاجت نہیں۔ حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم اگر تم ان کو بھی مارتے تو ہم تمہارے اور ان کے درمیان حائل نہ ہوتے، یہاں تک کہ تم خود ہی ان کو چھوڑ دیتے پھر آپ نے عمرو بن العاص سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے عمرو تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنا لیا حالانکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا تھا۔ یہ واقعہ انسانی احترام اور انسانی برابری کی آخری اور اعلیٰ مثال ہے۔ جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں مل سکتی پھر اس واقعہ نے ایک انسان اور دوسرے انسان کے درمیان اپنے اور غیر اور حاکم ومحکوم کی ہر قسم کے فرق کو عملا ختم کر دیا اور انسانی عدل وانصاف کی ایسی نظیر قائم کر دی جس کے آگے انسانی عدل و انصاف کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا۔

موجودہ دور میں ایک عام آدمی کو انصاف ملنے میں جتنی دشواری اور جتنی دیر ہوتی ہے جس کی وجہ سے انصاف بھی بے انصافی بن جاتا ہے۔ اس کو سامنے رکھ کر پھر اسلامی تاریخ کے ان واقعات پر غور کریں تو اس کی اہمیت کا پورا اندازہ ہوگا۔ سمرقند کے باشندوں کا ایک وفد عمر بن عبدالعزیز متوفی ۱۰۱ھ کی خدمت میں قتیبہ بن مسلم باہلی کے بارے میں یہ شکایت لیکر آیا کہ اسلامی قاعدے کے مطابق انہوں نے ہم کو پیشگی تنبیہ نہیں کی اور ہمارے شہر میں اچانک اپنی فوجیں داخل کر دیں لہذا ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے۔ سمرقند کی فتح حضرت عمر بن عبدالعزیز سے پہلے ہوئی تھی اور اب اس پر پندرہ سال گزر گئے تھے مگر آپ نے انصاف کے تقاضے کو پورا کرنا ضروری سمجھا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عراق کے حاکم کو لکھا کہ سمرقند کے لوگوں کے مقدمے کی سماعت کے لئے ایک خصوصی قاضی مقرر کریں عراق کے حاکم نے فورا حکم کی تعمیل کی اور جمیع بن حاضر الباجی کو قاضی مقرر کیا۔ ان کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا دونوں فریق کے بیانات سن کر قاضی نے سمرقند والوں کی شکایت کو درست قرار دیتے ہوئے فیصلہ سنایا کہ مسلمانوں کی فوج سمرقند کو چھوڑ کر باہر آ جائے اور اہل سمرقند کو ان کا قلعہ اور دوسری چیزیں واپس کر دی جائیں۔ اس کے بعد اسلامی قاعدے کے مطابق مسلمانوں کا فوجی سرداران کے سامنے ضروری شرطیں پیش کرے اگر وہ ان تمام شرطوں کو ماننے سے انکار کر دیں تو پھر اس کے بعد ان سے جنگ کی جائے۔

اسلامی فوج اس وقت فاتحانہ حیثیت رکھتی تھی اس نے چین جیسے ملک کے بادشاہوں کو بھی ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا تھا مگر جب قاضی نے اپنا فیصلہ سنایا تو اسلامی فوج کے سردار نے کسی بحث و مباحثہ کے بغیر اس کو مان لیا اور اس نے حکم دیا کہ پوری فوج سمرقند چھوڑ کر نکل آئے سمرقند کے لوگوں نے جب دیکھا کہ مسلمان اس قدر با اصول اور انصاف پسند ہیں تو وہ حیران رہ گئے۔ اس سے پہلے کبھی انہوں نے ایسے بے لاگ انصاف کا تجربہ نہیں کیا تھا انہوں نے محسوس کیا کہ مسلم فوج کا آنا ان کے لئے رحمت کا سبب ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی مرضی اور خوشی سے مسلم حکومت کو قبول کر لیا وہ کہہ اٹھے خوش آمدید ہم آپ کے مطیع وفرمابردار ہیں۔ **مرحبا سمعنا واطعنا**

جس معاملہ کے انصاف کے لئے اہل سمرقند حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں گئے تھے وہ واقعہ برس چھ مہینے پہلے کا نہیں بلکہ کم سے کم 15/ برس پہلے کا تھا اور وہ لوگ دائرہ اسلام میں اب بھی داخل نہیں ہوئے تھے مگر خلیفہ راشد کا انصاف دیکھ کر نہ صرف اطاعت گزار ہو گئے بلکہ کچھ دنوں کے بعد یہ سارا خطہ مسلمان ہو گیا۔ عدل وانصاف کا یہی جامع تصور ہے موجودہ بین الاقوامی تصور عدل وانصاف اور اسلامی بین الاقوامی تصور عدل وانصاف میں ایک خط امتیاز کھینچ دیتا ہے۔ عدل و انصاف کا یہی تصور کالے، گورے ہلکی، غیر ملکی دوست ودشمن سب کو ایک صف میں کھڑا کر دیتا ہے، یورپ وامریکہ در وس جو اس وقت بین الاقوامی ادارے یو، این، او کی روح رواں ہیں اور مساوات انسانی کا درس جن کی مصنوعی تہذیب کا ایک جزو ہو گیا ہے ان کی بنائی ہوئی بین الاقوامیت اسی عدل وانصاف کی کمی کی وجہ سے بے جان ہو کر رہ گئی ہے ایک طرف آپ اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے آپ کو عہد نبوی اور خلفائے راشدین کے دور کے بعد کسی زمانہ میں بھی مشکل سے کوئی ایسا واقعہ ملے گا جس میں کوئی غیر مسلم یا دشمن قوم کے فرد کو عدالت نے کسی حق سے اس لئے محروم کر دیا ہو کہ یہ مسلمان نہیں ہے اس کی ایک دو نہیں سینکڑوں مثالیں دی جا سکتی ہیں کہ مسلمان عدالتوں نے عدل و انصاف میں ہمیشہ حق وناحق ہی کی بنا پر فیصلہ کیا ہے اس میں انہوں نے قومی یا نسلی عصبیت کو بھی دخل نہیں دیا ہے اسی طرح اسلامی معاشرے میں کبھی کسی طبقہ کو سیاست تعلیم اور معاشرت کے میدان میں اس لئے پیچھے نہیں ڈھکیلا ہے کہ یہ کسی دوسری قوم یا کسی دوسری نسل کا آدمی ہے۔ اگر کہیں مسلمان حکمران نے یہ غلطی کی ہے تو امت کے ممتاز اور صاحب عزیمت علماء نے اس کی مخالفت کی ہے۔

اس کے مقابلہ میں آج افریقہ کی سیاہ فام قوموں اور امریکہ کے کالے اور ہندوستانی رنگ والوں کے حالات پر ایک نظر ڈالیئے امریکہ کی کئی ریاستوں میں کالوں کو گوروں کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کا حق نہیں ہے ریاست (Missisipi) کے دستور میں دفعہ 207 کے تحت درج ہے تعلیم وثقافت کے میدانوں میں اس امر کا خیال رکھا جائے گا کہ سفید رنگ والوں کے بچے نیگرو بچوں سے جدا کئے جائیں اور دونوں طبقوں کے لئے جداگانہ تعلیم گاہیں ہوں اسی طرح فلوریڈا اسٹیٹ کے قانون میں بھی متعدد دفعات ایسی ہیں جن کی منشاء قریب قریب یہی ہے لیکن اس حق تلفی کا ان مظلوموں کے پاس کوئی مداوا نہیں ہے کیونکہ وہ وہاں کہ عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹانا بھی چاہیں تو قانون ان کا ساتھ نہیں دے سکتا اس سے بھی بدتر حال افریقہ کے باشندوں کا ہے وہاں کے سفید فام بالکل آزاد ہیں جبکہ وہاں کہ کسی سیاہ فام کے پاس 18/ ایکڑ سے زیادہ اراضی نہیں ہے حالانکہ سفید فاموں کے پاس پانچ سو اور ایک ہزار ایکڑ تک زمین ہے۔

آج ان ستم رسیدہ لوگوں کے لئے نہ تو افریقہ اور امریکہ کی عدالتوں کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور نہ ادارہ اقوام متحدہ کا چارٹر ان کی کوئی مدد کر پا رہا ہے اقوام متحدہ کے چارٹر دفعہ 2 کے یہ الفاظ پڑھئے۔ ’’ہر شخص ان تمام آزادیوں کا اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں دئے گئے ہیں اور اس حق پر نسل جنس زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی عقیدے قوم معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔‘‘ پھر امریکہ کے شہر نیویارک میں جو مجسمہ آزادی نسب ہے اس کے نیچے جو عبارت کندہ ہے اس پر نظر ڈالئے۔ ’’تم اپنے پسے ہوئے اور خستہ حال عوام کو میرے سپرد کر دو جو آزادی کی سانس لینے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔‘‘ غور کیجئے کیا دنیا کی تاریخ میں اس سے بھی زیادہ قول وعمل کا تضاد پایا جاتا ہے جتنا کہ تہذیب نو کے ان دعویدار جمہوری ملکوں اور اس مہذب دور میں پایا جا رہا ہے۔

خود ہمارے ملک ہندوستان میں اچھوتوں کو سوسائٹی میں مساویانہ حق دے دینے کے لئے حکومت چالیس برس پہلے سے مسلسل کوشش کر رہی ہے اس کوشش سے معاشی حیثیت سے ان کا معیار کچھ بلند ضرور ہو گیا ہے ان کو ملازمتوں میں کچھ سیٹیں زیادہ مل گئی ہیں اور معیار زندگی قدرے اچھا بھی ہوا؛ مگر معاشرتی زندگی میں آج بھی اچھوت اچھوت ہے قانونی طور پر ان کو انصاف نے مساویانہ حق ضرور مل گیا ہے مگر معاشرہ نے ان کو یہ حق ابھی تک نہیں دیا ہے بلکہ اب بھی تاریخی مندروں میں جانے پر معاشرہ نے پابندی لگا رکھی ہے اور یہی صورت حال دوسری اقلیتوں کی بھی ہے۔

Scanned with CamScanner

ہمارے مسائل اور ان کا حل

مولانا سید جلال الدین عمری

آزادی کے بعد ہمارے ملک نے معیشت، صنعت وحرفت، زراعت، تعلیم، سائنس اور ٹکنالوجی کے مختلف میدانوں میں کافی ترقی کی، اس کے پاس افرادی طاقت بھی ہے اور وسائل بھی ہیں۔ آج اسے ترقی پذیر ملکوں میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ جلد ہی وہ ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں اپنی جگہ بنالے گا، لیکن اس کے ساتھ اس ملک میں بعض ایسی کم زوریاں ہیں جو اسے صحیح معنی میں ترقی کی راہ پر گامزن ہونے نہیں دیتیں اور داخلی طور پر اسے کم زور کر رہی ہیں۔ یہ کم زوریاں ذہنی، فکری، اخلاقی، سماجی، تہذیبی، سیاسی ہر نوعیت کی ہیں۔ افسوس کہ ہمارے ملک کے پاس ان پر قابو پانے کی کوئی تدبیر نہیں ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کی بہت زیادہ فکر بھی اسے نہیں ہے۔ حالاں کہ ملک اگر اپنی ان داخلی کم زوریوں پر قابو پالے تو وہ دنیا کی قیادت کرسکتا ہے۔ یہاں بعض کم زوریوں کا ذکر کیا جارہا ہے۔

(۱) ہمارے ملک کا آئین جمہوری ہے۔ اس کی رو سے ملک کے تمام باشندوں کے مساوی حقوق ہیں۔ وہ ان کے درمیان ذات پات، مذہب، پیشہ، علاقہ اور زبان کی بنیاد پر فرق نہیں کرتا۔ لیکن عملاً یہ حقوق بعض طبقات کو حاصل ہیں اور بعض طبقات کے لیے وہ کاغذ کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ جن طبقات کو یہ حقوق حاصل ہیں ملک کے وسائل ان کے ہاتھ میں ہیں، اس کے نظم ونسق کے تمام شعبوں پر ان کی مضبوط گرفت ہے اور وہ ترقی کر رہے ہیں۔ لیکن ملک کی اقلیتوں اور کم زور طبقات کو یہ شکایت ہے کہ ان کا واجبی حصہ (Due Share) ان کو نہیں مل رہا ہے اور ان کی پس ماندگی دور نہیں ہو رہی ہے۔ یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے اس بات کو پسند نہیں کیا جا رہا ہے کہ وہ بھی دوسرے طبقات کی طرح ترقی کریں اور ان کی صف میں کھڑے ہو جائیں۔ مسلمان جو اس ملک کی سب سے بڑی اقلیت، بلکہ دوسری بڑی اکثریت ہیں، ان کے ساتھ ہر معاملہ میں تعصب برتا اور انھیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ سچر کمیٹی کی رپورٹ نے اعداد وشمار کی روشنی میں ثابت کردیا ہے کہ وہ اپنی آبادی کے لحاظ سے تعلیم، ملازمت، معیشت جیسے بہت سے میدانوں میں دوسری اکائیوں سے بہت پیچھے ہیں۔ دستوری تحفظات کے باوجود انھیں جان ومال کا خطرہ لاحق رہتا ہے، انھیں پرسنل لا کی حفاظت اور دینی تشخص کو باقی رکھنے کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہتی ہے۔ اتنی بڑی اقلیت کا اس حال میں ہونا خود اس کے لیے اور پورے ملک کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔ اس سے ملک بہ حیثیت مجموعی ترقی نہیں کرسکتا (۲) اس ملک میں صدیوں سے بلکہ ہزار ہا سال سے طبقاتی نظام قائم ہے۔ کچھ لوگ پیدائشی طور پر اونچی ذات (Upper Caste) کے اور کچھ نیچی ذات (Lower Caste) کے سمجھے جاتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ایک طبقہ میں برتری اور ایک طبقہ میں کم تری کا احساس بری طرح پیوست ہو چکا ہے۔ اس بنیاد پر وہ اپنا رویہ تعین کرتا ہے۔ انسانوں کے درمیان اس فرق وامتیاز کو کسی دلیل سے جواز فراہم نہیں کیا جاسکتا۔ بین الاقوامی حالات کے زیر اثر اسے ختم کرنے کی بعض سطحی تدبیر میں اختیار کی جاتی ہیں۔ جو لوگ اعلیٰ ذات کے خیال کیے جاتے ہیں وہ ان لوگوں کی تقریبات میں شریک ہو جاتے ہیں یا ان کے گھر چلے جاتے ہیں جنھیں پست ذات تصور کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ان کے چند ایک افراد کو سیاسی نمائندگی بھی دی جاتی ہے، لیکن طبقاتی فرق کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ سماجی اور معاشرتی سطح پر انھیں مساوی درجہ حاصل نہیں ہے۔ بڑی بات یہ کہ ہماری سیاست میں اس کا غیر معمولی عمل دخل ہے۔ ذات برادری کی بنیاد پر ملکی سیاست ہو رہی ہے۔ کوئی اونچی ذات کی نمائندگی کرتا ہے اور کوئی پست طبقات کا ترجمان ہے۔ بساط سیاست پر وہ شخص نمایاں ہوتا اور قیادت کا مقام حاصل کر لیتا ہے جس کے ساتھ کوئی برادری ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس فرق کو مٹانے میں سنجیدہ نہیں ہیں (۳) اس میں شک نہیں کہ ملک میں تعلیم عام ہو رہی ہے۔ بڑی تیزی سے اسکول اور کالج کھل رہے ہیں۔ نئی نئی یونیورسٹیاں قائم ہو رہی ہیں اور ان میں تعلیم پانے والوں کا اوسط بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ یہ سب بظاہر بہت خوش آئند ہے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ تعلیم حصول معاش کا ایک ذریعہ بن کر رہ گئی ہے۔ نہ تو طالب علم کے ذہن میں اور نہ سرپرستوں کے ذہن میں اس کا کوئی دوسرا مقصد ہوتا ہے۔ حالاں کہ تعلیم کا ایک اہم اور بنیادی مقصد اخلاق وکردار پیدا کرنا اور طالب علم کو اچھا شہری بنانا ہے۔ یہ مقصد اس تعلیم میں مفقود ہے۔ ایک تعلیم یافتہ شخص سے اس کی توقع کی جاتی ہے کہ وہ ملک کو بنانے اور سنوارنے میں اپنا حصہ ادا کرے گا لیکن صورت حال یہ ہے کہ ملک کے بگاڑ میں ایک عام اور ناخواندہ شخص سے زیادہ تعلیم یافتہ آدمی کا حصہ نظر آتا ہے۔ کرپشن، رشوت، بدعنوانی، غیر قانونی ذرائع سے دولت جمع کرنا، فریب، جھوٹ اور لالچ کے ذریعہ اقتدار میں آنا اور اس سے ناجائز فائدہ اٹھانا جیسے جرائم میں تعلیم یافتہ اور اصحاب مناصب ہی سب سے آگے ہیں۔ تشویش ناک بات یہ ہے کہ اس کی اصلاح کی فکر نہ حکومت کو ہے اور نہ تعلیمی اداروں کو (۴) ملک کا ایک بڑا مسئلہ اخلاقی زوال ہے۔ اخلاقی قدریں بری طرح پامال ہو رہی ہیں، بداخلاقی اور بے حیائی عام ہوتی جارہی ہیں۔ ریڈیو، ٹی وی، اخبارات ورسائل پورا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا اسے پھیلانے میں شب و روز مصروف ہے۔ بجائے اس کے کہ شہوانی جذبات کو کنٹرول کرنے کی تعلیم وتربیت دی جائے اور جنسی آوارگی کے نقصانات واضح کیے جائیں، انھیں بڑھانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ آزاد جنسی تعلقات میں کوئی برائی نہیں محسوس کی جاتی، بلکہ اسے پسند کیا جانے لگا ہے۔ ہمارے دانش کدے، تجربہ گاہیں تعلیمی اور صنعتی مراکز، دفاتر اور آفس سب اس سے بری طرح متاثر ہیں۔ تعلیمی نصاب میں بھی یہ گندگی آرہی ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہم جنسی (Homosexuality) کو اب سند جواز فراہم کی جارہی ہے۔ کیا کسی مذہبی ملک میں اس کا تصور بھی کیا جاسکتا ہے؟! جنسی بے راہ روی جوان نسل کی جسمانی اور ذہنی قوتوں ہی کو نقصان نہیں پہنچارہی ہے، بلکہ خاندانی نظام کو، جو کسی بھی سماج کی ریڑھ کی ہڈی ہوتا ہے، تباہ کر رہی ہے (۵) ملکی معیشت بہ ظاہر ترقی کر رہی ہے، لیکن اس میں استحصال کا پہلو غالب ہے، اس میں سرمایہ دار طبقہ کے لیے خوب مواقع ہیں۔ مارکیٹ پر اس کا قبضہ پہلے بھی تھا، اب اور مضبوط ہو گیا ہے۔ جو طبقہ مالی لحاظ سے کم زور ہے اس کے لیے اس میں مواقع کم ہیں۔ کھلے بازار کے نام پر ہماری معیشت مغرب کے قبضہ میں چلی گئی ہے۔ ہم خوش ہیں کہ ہمیں ملازمتیں حاصل ہو رہی ہیں اور ہماری قوت خرید بڑھ رہی ہے لیکن اس پہلو سے غافل ہیں کہ مغرب اپنے پورے کلچر کے ساتھ ہمارے بازاروں میں موجود ہے۔ اس سے ہماری اخلاقی قدریں پامال ہو رہی ہیں اور ہم اسی بے حیائی کی راہ اختیار کر رہے ہیں جس پر مغرب گامزن ہے (٦) ہمارے ملک میں بہت سے مذاہب ہیں۔ یہاں ہندومت ہے، اسلام ہے، عیسائیت ہے، جین مت، بدھ مت اور سکھ مت ہے، اور بھی چھوٹے بڑے مذاہب ہیں۔ اس ملک کی ایک ناقابل لحاظ آبادی کو چھوڑ کر پورا ملک ان مذاہب کے ماننے والوں کا ہے۔ ان میں ہر ایک کی اپنی فلاسفی ہے۔ خدا کے وجود، اس کی ذات وصفات، کائنات اور خدا اور انسان کے تعلق جیسے مسائل میں ان کے درمیان بنیادی اختلافات ہیں۔ اس لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ تمام مذاہب کو ختم کر کے ایک مذہب بنا دیا جائے۔ البتہ ان کے درمیان بہت سی مشترک قدریں بھی ہیں، جن کی بنیاد پر وہ مختلف ملکی اور سماجی امور میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ عملی دنیا میں ایسا نہیں ہو رہا ہے۔ ان مذاہب کے ماننے والے صدیوں سے ایک ساتھ رہ رہے ہیں، لیکن ان کے درمیان بڑی غلط فہمیاں اور دوریاں ہیں۔ یہ ختم ہونی چاہئیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہر ایک کے بنیادی فکر اور مسائل حیات میں اس کے موقف کو اچھی طرح سمجھا جائے اور اس کی صحت وعدم صحت کا فیصلہ کیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ اپنے طور پر اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کر لی جائے اور اس کے مطابق رویہ اختیار کیا جائے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے مذہبی بحثیں چھڑ جائیں گی، لیکن ان بحثوں کے نتیجہ میں ہر مذہب کا صحیح موقف واضح ہو جائے اور ملک کی اکثریت ایک دوسرے کو بہتر طریقہ سے سمجھنے لگے تو یہ بڑی کامیابی ہوگی (۷) مغرب نے مذہب کو انفرادی معاملہ قرار دے رکھا ہے، اس کے نزدیک کوئی شخص چاہے تو اپنی ذاتی زندگی میں مذہب کو اختیار کرسکتا ہے، لیکن اجتماعی معاملات کی مداخلت سے آزاد ہوں گے۔ چناں چہ تعلیم، تہذیب، معاشرت، معیشت، سیاست ہر شعبۂ حیات کو اس نے مذہب سے دور رکھا ہے، بلکہ اسے گوارا کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہے۔ ہم نے بھی سیکولرزم کے نام پر مذہب کو اجتماعی زندگی سے بے دخل کر رکھا ہے۔ یہ کوئی معقول رویہ نہیں ہے۔ اگر مذہب ہمارے مسائل حل کرتا اور ہمارے سماج کو بہتر رخ دیتا ہے تو اس پر لازماً غور ہونا چاہیے اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ سیکولرزم کا نام لے کر اسے رد کر دینا دانش مندی نہ ہوگی۔ اسلام کے ایک طالب علم کی حیثیت سے عرض ہے کہ وہ اس معاملہ میں ہماری راہ نمائی کرتا ہے۔ اس کی بعض اصولی تعلیمات یہاں پیش کی جارہی ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ ہمارا خالق، مالک، معبود اور فرماں روا ہے۔ وہ اپنے پیغمبروں کے واسطہ سے ہمیشہ راہ ہدایت دکھاتا رہا ہے اور آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تمام انسانوں کو اس کی ہدایت وراہ نمائی ملی ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ اسی ایک خدا کی عبادت کرے اور اس کے احکام اور ہدایات کا پابند رہے، ورنہ اس کی دنیا کا رخ بھی غلط ہوگا اور آخرت میں بھی اسے برے انجام سے دوچار ہونا پڑے گا (۲) اسلام انسانی حقوق کا واضح تصور دیتا ہے۔ اس کے ہاں فرد، خاندان، معاشرے کے کم زور افراد، اپنوں اور غیروں کے حقوق کا ایک سسٹم ہے۔ وہ ہر ایک کو ان کے احترام کا پابند بناتا ہے اور کسی بھی صورت میں ان کی پامالی کی اجازت نہیں دیتا (۳) وہ وحدت بنی آدم کے نمائندے کی حیثیت سے ہمارے سامنے آتا ہے اور یہ تصور دیتا ہے کہ سارے انسان ایک خدا کے بندے اور ایک ماں باپ کی اولاد ہیں۔ اس لیے بہ حیثیت انسان سب برابر ہیں، ان میں خاندان، قبیلے، رنگ ونسل یا کسی اور بنیاد پر فرق وامتیاز ناروا اور ناقابل برداشت ہے۔ ان میں برتر وہ ہے جو اپنے اخلاق وکردار اور تقویٰ وخدا ترسی میں آگے ہے، چاہے اس کا تعلق کسی بھی قوم اور نسل اور کسی بھی علاقہ اور خطہ زمین سے ہو (۴) وہ معاشرے کی تعمیر میں اخلاق وکردار کو غیر معمولی اہمیت دیتا ہے۔ انسان کے اندر جھوٹ، مکر وفریب، خیانت، بدعہدی اور غلط کاری کی جگہ صداقت، راست بازی امانت ودیانت، ایفائے عہد اور عفت وعصمت جیسی صفات پیدا کرتا ہے۔ وہ ایسی فضا پیدا کرتا ہے کہ معاشرہ سے بداخلاقی ختم ہو اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کو فروغ حاصل ہو (۵) انسان اپنے مادی تقاضوں کی تکمیل کے ساتھ فطری طور پر روحانی سکون بھی چاہتا ہے۔ اسلام نے ان دونوں کو اہمیت دی ہے۔ وہ ایسا نظام قائم کرتا ہے جس میں ہر ایک کی مادی ضروریات پوری ہوں اور وہ غربت وافلاس اور فقر وفاقہ کی زندگی گزارنے پر مجبور نہ ہو۔ اس کے ساتھ اپنے خالق ومالک سے تعلق کے ذریعہ وہ روحانی سکون بھی حاصل کرے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے مسائل سیاسی کوششوں سے حل نہیں ہو رہے ہیں۔ کیا ہم اس کے حل کے لیے مذہب کی طرف رجوع نہیں کر سکتے اور اسلام کی رہنمائی پر غور نہیں کر سکتے ؟!۔

(بقیہ کتابوں کی دنیا)

''گلدستۂ ہدیٰ'' کے تعلق سے جن چند مشاہیر علماء کی توصیفی تحریریں مختلف عنوانات سے شامل کتاب کی گئی ہیں، اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

''حرفِ چند'' (مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، نائب ناظم امارت شرعیہ پٹنہ)، ''کلماتِ خیر'' (مولانا محمد انوار اللہ فلک قاسمی، رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ)، ''پیش لفظ'' (مفتی محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری، استاذ: دار العلوم سبیل السلام حیدرآباد)، ''کلماتِ قمر'' (مولانا محمد قمر عالم ندوی، استاذ: مدرسہ احمدیہ ابا بکرپور، ویشالی)

مؤلف کتاب نے کتاب ہذا کے تعلق سے توصیفی تحریر رقم کرنے کے لیے مذکورہ تمام علماء کا شکریہ ادا کیا ہے، یہ اچھی بات ہے، احسان کا بدلہ تو احسان ہی ہوتا ہے، اگر اس کا موقع نہ ہو تو کم از کم اظہار تشکر تو ہونا ہی چاہیے، لیکن میں مؤلف کی اس بات سے متفق نہیں ہوں کہ مذکورہ حضرات کی تحریروں کے سبب اس کتاب کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ میرا یہ ماننا ہے کہ اگر ''گلدستۂ ہدیٰ'' کے لیے کوئی بھی توصیفی تحریر شامل کتاب نہیں کی جاتی، پھر بھی اس کتاب کی اہمیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا، کتاب کی اہمیت اور افادیت اپنی جگہ مسلم ہے، جس سے کوئی کافر ہی انکار کرسکتا ہے۔ ''گلدستہ ؟ہدیٰ'' میں شامل عناوین کے تعلق سے ڈھیر ساری کتابیں بازار میں مہیا ہیں، لیکن اس کتاب کی بات ہی دیگر ہے۔

میں عزیز گرامی مولانا محمد وہاج الہدیٰ قاسمی کی اس قیمتی اور پہلی تالیفی کاوش کے لیے انہیں دل کی عمیق گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ تصنیف وتالیف کا ان کا یہ ذوق آئندہ بھی برقرار رہے گا، بنیادی دینی معلومات حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات خود اپنے لیے یا اپنے بال بچوں کے لیے اسے مدرسہ حسینیہ چھپرہ خرد، چہرہ کلاں، ویشالی، بہار، 844112۔ نور اردو لائبریری، حسن پور گنگھٹی، بکساما، ویشالی، بہار، 844122۔ نور القمر لائبریری، مدنی نگر، مہوا، ویشالی، بہار، 844122۔ اصلاحی اردو لائبریری، اماموری، پاتے پور، ویشالی، بہار، 843114 سے حاصل کر سکتے ہیں۔ کتاب کی قیمت صرف ۱۰۰/ روپے ہے، جسے زیادہ نہیں کہا جاسکتا ہے اور ہر شخص بآسانی اتنی چھوٹی رقم خرچ کرنے کا متحمل ہوسکتا ہے۔ کتاب کے تعلق سے مزید معلومات کے لیے مؤلف کتاب کا رابطہ نمبر حسب ذیل ہے: 7013028526

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

روس کے یوکرین پر ریکارڈ ڈرون حملے

روسی یوکرینی جنگ میں گزشتہ کئی دنوں سے آنے والی تیزی کی وجہ یہ ہے کہ ماسکو کی طرف سے یورپی شہروں کو میزائلوں سے نشانہ بنانے کی دھمکیوں کے بعد سے روس اور مغربی دنیا کے مابین کشیدگی اور زیادہ ہو چکی ہے،اس دوران کیف اور ماسکو نے ایک دوسرے پر میزائلوں اور جنگی ڈرونز کے ساتھ حملے بھی تیز کر دیے ہیں، جب کہ یوکرینی افواج نے حال ہی میں روس کے اندر حملے کے لیے امریکہ کی طرف سے فراہم کردہ طویل فاصلے تک مار کرنے والے میزائل بھی فائر کیے تھے، یہ اسی پیش رفت کا نتیجہ تھا کہ یوکرین کی طرف سے امریکی میزائل فائر کیے جانے کے بعد روس نے بھی یوکرین پر اپنے ایک تجرباتی ہائپر سونک میزائل کے ساتھ جوابی حملہ کیا تھا، یوکرینی فضائیہ کی طرف سے 26 نومبر کو جاری کردہ ایک بیان میں کہا گیا، "رات کے وقت کیے گئے ان ڈرون حملوں میں روس نے ریکارڈ تعداد میں جنگی مقاصد کے لیے استعمال ہونے والے شاہد طرز کے ڈرونز لانچ کیے، جن کی تعداد 188 تھی۔'' (ڈی ڈبلیو)

چنمے داس کی گرفتاری پر بنگلہ دیش میں ہنگامہ،ایک وکیل کی موت

چٹا گانگ کورٹ بلڈنگ کے علاقے میں پولیس اور چنمے کرشنا داس کے حامیوں کے درمیان جھڑپ ہوئی، اس دوران ایک وکیل کی موت ہوگئی، مقتول کی شناخت 32 سالہ سیف الاسلام کے نام سے ہوئی ہے جو چٹا گانگ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کا رکن بھی تھا، نیوز پورٹل 'اے بی پی' پر شائع خبر کے مطابق سی ایم سی ایچ پولیس کیمپ انچارج نورالاسلام نے بتایا کہ وکیل کو چٹا گانگ میڈیکل کالج اسپتال لے جایا گیا، جہاں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹروں نے انہیں شام 4 بجے کے قریب مردہ قرار دیا، بنگلہ دیشی ویب سائٹ ڈیلی سٹار کے مطابق چنمے داس کی گرفتاری کے بعد صورتحال کو بگڑتے دیکھ کر پولیس اور بارڈر گارڈ بنگلہ دیش (بی جی بی) کے اہلکاروں نے وین کا راستہ صاف کرنے کے لیے ساؤنڈ گرینیڈ اور لاٹھیاں برسائیں۔ چٹو گرام ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر ناظم الدین چودھری نے عینی شاہدین کے حوالے سے دی ڈیلی سٹار کو بتایا، " تصادم کے دوران، چنمے داس کے کچھ حامی جو عدالت کے احاطے میں احتجاج کر رہے تھے، تقریباً 3.30 بجے سیف الااسلام کو گھسیٹتے ہوئے رنگم کنونشن ہال میں کھینچ لیا اور اس پر حملہ کر دیا۔'' (قومی آواز)

اسرائیل اور حزب اللہ کے درمیان فائر بندی شروع

اسرائیل اور لبنان کی عسکری تنظیم حزب اللہ کے درمیان فائر بندی باضابطہ طور پر نافذ العمل ہو گئی ہے، یہ سیز فائر ایک سال سے زائد عرصے تک جاری رہنے والی لڑائی کے بعد ہوئی ہے، جس میں ہزاروں افراد ہلاک ہو چکے ہیں، معاہدہ طے پانے سے قبل اسرائیل نے لبنان میں حملوں کا سلسلہ تیز کر دیا تھا، قبل ازیں امریکی صدر جو بائیڈن نے منگل کی رات اس فائر بندی معاہدے کو "دشمنی کے مستقل خاتمے'' کے طور پر بیان کیا اور کہا کہ حزب اللہ اور دیگر گروپ اب اسرائیل کی سلامتی کے لیے خطرہ نہیں بنیں گے، انہوں نے مزید کہا کہ امریکہ اسرائیل اور حماس کے درمیان فائر بندی کے حصول کے لیے " آنے والے دنوں میں'' پھر سے دباؤ ڈالے گا؛ اگر یہ معاہدہ برقرار رہتا ہے، تو اس سے اسرائیل اور حزب اللہ کے درمیان ایک سال سے زیادہ عرصے سے جاری لڑائی ختم ہو جائے گی، جس نے اسرائیل میں دسیوں ہزار اور لبنان میں لاکھوں شہریوں کو اپنے گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا (ڈی ڈبلیو)

نیتن یاہو کے جنگی جرائم کی سزا گرفتاری نہیں سزائے موت ہونی چاہیے، آیت اللہ علی خامنہ ای

ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ای نے آئی آر جی سی کے 'بسیج فورس' سے خطاب کیا، اس خطاب کے دوران انہوں نے غزہ اور لبنان میں جاری اسرائیلی حملے کا ذکر کرتے ہوئے نیتن یاہو کے خلاف جم کر حملہ بولا، عالمی عدالت کے ذریعہ نیتن یاہو کے خلاف جاری گرفتاری وارنٹ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ''غزہ اور لبنان میں نیتن یاہو کے ذریعہ کیے گئے جنگی جرائم کی سزا صرف اور صرف سزائے موت ہے۔'' قابل ذکر ہے کہ سپریم لیڈر کی صحت کو لے کر میڈیا میں کئی طرح کی باتیں چل رہی تھیں؛ لیکن، ایسا کچھ دیکھنے کو نہیں ملا، تہران میں منعقد 'بسیج ہفتہ' کے دوران انہوں نے ملک کے الگ الگ مقامات سے آئے 'بسیج فورس' سے ملاقات کی اور انہیں خطاب بھی کیا، انہوں نے کہا کہ یہودی حکومت نے غزہ اور لبنان میں جو کچھ کیا ہے وہ ان کی جیت نہیں ہے؛ بلکہ جنگی جرم ہے، انہوں نے مزید کہا کہ اسرائیلی وزیر اعظم کے لیے گرفتاری وارنٹ ہی کافی نہیں ہے، انہیں جنگی جرم کے لیے سزائے موت ملنی چاہیے (قومی آواز)

جرمنی کو 2040ء تک سالانہ قریب تین لاکھ غیر ملکی کارکن درکار

موجودہ حالات میں لیبر مائیگریشن یعنی روزگار یا ملازمت کے لیے جرمنی آنے والے غیر ملکیوں کی تعداد ضرورت سے بہت ہی کم ہے، جرمنی کو اپنے ہاں افرادی قوت کے بحران سے نمٹنے کے لیے آئندہ تقریباً ڈیڑھ عشرے تک بھر پور طریقے سے غیر ملکی ہنر مند کارکنوں پر انحصار کرنا پڑے گا، یورپ کی اس سب سے بڑی معیشت کو درپیش افرادی قوت کی کمی کی شدت کا اندازہ اس تازہ ترین مطالعے کے اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے، جس کے مطابق جرمنی کو 2040ء تک سالانہ بنیادوں پر تقریباً دو لاکھ اٹھاسی ہزار غیر ملکی ہنر مند کارکنوں کی ضرورت ہے، بیرٹلزمان فاؤنڈیشن کے ایما پر کرائے جانے والے اس مطالعے میں یہ حقیقت بھی سامنے آئی ہے کہ موجودہ حالات میں لیبر مائیگریشن یعنی روزگار یا ملازمت کے لیے جرمنی آنے والے غیر ملکیوں کی تعداد ضرورت سے بہت ہی کم ہے (ڈی ڈبلیو)

محمد اسعداللہ قاسمی نالندوی

تعلیم و روزگار

بہار قانون ساز اسمبلی سکریٹریٹ کے تحت مختلف عہدوں کے لئے نوٹیفیکیشن

بہار ریاستی اسمبلی سکریٹریٹ کے تحت (۱) لائبریری معاون (۲) اردو مترجم (۳) اردو معاون مترجم اور (۴) (انگریزی رہندی زبان) مترجم کے خالی عہدوں پر بحالی کے لیے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، جس کا اشتہار نمبر 05/2024 ہے، خواہش مند اہل امیدوار اس کے لئے 13/12/2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، امتحان کی فیس جمع کرنے کی آخری تاریخ 15/12/2024 ہے، امیدوار آن لائن درخواست کرنے سے پہلے ویب سائٹ پر شائع اشتہار کا مطالعہ کرلیں اور مذکورہ ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے درخواست پُر کریں، مذکورہ بالا عہدوں کے لئے منعقد ہونے والے مقابلہ جاتی امتحان کے پروگرام کے سلسلہ میں اطلاع کی اشاعت الگ کی جائے گی، جسے بہار قانون ساز کے ویب سائٹ پر دیکھا جا سکتا ہے، سرکاری ویب سائٹ www.vidhansabha.bih.nic.in ہے، اس ویب سائٹ پر امتحان اور ہدایات سے متعلق تمام معلومات موجود ہیں۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اپرنٹس میں بحالی کے لیے درخواستیں طلب کی

نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اپرنٹس میں بحالی کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، اس کے تحت ریلوے کے مختلف یونٹس (ڈویژن/ ورکشاپ) میں 1791 اسامیوں پر بھرتیاں کی جائیں گی، منتخب امیدواروں کو ایک سال کی تربیت دی جائے گی، آئی ٹی آئی پاس امیدوار ان اسامیوں کے لیے آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 10 دسمبر 2024 ہے، درخواست کی فیس: 100 روپے ہے؛ البتہ ST / SC زمرہ، معذور اور خواتین کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 10 دسمبر 2024، سرکاری ویب سائٹ: rrcjaipur.in، ای میل آئی ڈی: rrc.nwrjp@gmail.com۔

راجستھان میں جونیئر انجینئر کی 1111 عہدوں کے لئے نوٹیفیکیشن

راجستھان اسٹاف سلیکشن بورڈ، راجستھان ماتحت اور وزارتی خدمات سلیکشن بورڈ: (RSMSSB) نے جونیئر انجینئر کے 1111 عہدوں پر بحالی کیلئے نوٹیفیکیشن جاری کیا ہے، جس کا اشتہار نمبر 12/2024 ہے، خواہش مند امیدوار 27 دسمبر 2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، بحالی سے متعلق دیگر معلومات جیسے کہ نصاب، عمر کی حد، اہلیت، پے اسکیل وغیرہ کے لیے اشتہار پڑھیں اور پھر درخواست دیں، مزید معلومات کے لئے https://rsmssb.rajasthan.gov.in/ اس ویب سائٹ پر جائیں، امتحان کی فیس جنرل/ او بی سی زمرے کے لئے 600 روپئے، او بی سی این سی ایل زمرے کے لئے 400 روپئے، ST / SC زمرے کے لئے 400 روپئے، امتحان کی تاریخ شیڈول کے مطابق۔

جونیئر اسسٹنٹ بحالی کے 2702 عہدوں کے لیے آن لائن درخواست دیں

UPSSSC نے جونیئر اسسٹنٹ کے 2702 پر بحالی کے لیے آن لائن درخواست طلب کیا ہے، جس کا اشتہار نمبر 12/Exam2024 ہے، وہ امیدوار جو 10+2 جونیئر اسسٹنٹ کی اسامی میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ 23 دسمبر 2024 سے 12 جنوری 2025 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، بحالی کی اہلیت، عہدہ کی معلومات، انتخاب کا طریقہ کار، محکمہ وار اسامی، پے سکیل اور دیگر تمام معلومات کے لیے نوٹیفکیشن پڑھیں اور مزید معلومات کے لئے https://upsssc.gov.in/ اس لنک پر جائیں، درخواست کی فیس تمام زمروں کے لئے 25 روپئے ہے، فیس کی ادائیگی اسٹیٹ بینک آف انڈیا ایس بی آئی کے ذریعے کریں۔

مینیجر سمیت 334 اسامیوں کے لیے روزگار کے مواقع

نیویلی لگنائٹ کارپوریشن لمیٹڈ (NLC) نے 334 میڈیکل آفیسر اور دیگر عہدوں پر بحالی کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، اہل امیدواروں سے اس کیلئے آن لائن درخواست مطلوب ہے، درخواست دینے کی آخری تاریخ 17 دسمبر 2024، درخواست کی فیس 854 روپے ہے؛ البتہ ST / SC زمرہ اور معذور افراد کے لیے 354 ہے، فیس کی ادائیگی آن لائن موڈ کے ذریعے کرنی ہوگی، مزید معلومات کے لئے سرکاری ویب سائٹ www.nlcindia.in پر جائیں۔

ڈپٹی منیجر کی 12 اسامیوں کے لیے اشتہار جاری

نیشنل پروجیکٹس کنسٹرکشن کارپوریشن لمیٹڈ نے ڈپٹی منیجر کے 12 عہدوں کو پُر کرنے کے لئے اشتہار جاری کیا ہے، اہل امیدوار ویب سائٹ پر جاکر اشتہار پڑھ لیں اور دئے گئے ہدایات کے مطابق درخواست دیں، درخواست بذریعہ ڈاک ارسال کریں، ڈاک کے ذریعے درخواست قبول کرنے کی آخری تاریخ 15 دسمبر 2024 ہے، درخواست کی فیس 1000 روپے ہے؛ البتہ SC / ST، معذور افراد اور EWS زمرہ کے امیدواروں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، فیس کی ادائیگی آن لائن کرنی ہوگی، دیگر معلومات ویب سائٹ: www.npcc.gov.in پر موجود ہے۔

سی مین اور گریسر کے 44 اسامیوں کے لیے درخواستیں طلب

کسٹم کمشنر دفتر، ممبئی نے سی مین اور گریزر کے 44 عہدوں کے لئے اہل امیدواروں سے 17 دسمبر 2024 تک بذریعہ ڈاک درخواست طلب کیا ہے، درخواست کی فیس کسی بھی زمرے کے لیے نہیں ہے، مزید معلومات آپ کو سرکاری ویب سائٹ: mumbaicustomszone1.gov.in یا ہیلپ لائن نمبر: 022-22757599 پر رابطہ کرلیں۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قبول کرتے ہوئے اجتماعیت کے ساتھ زندگی گذاریں: حضرت امیر شریعت

ضلع شیوہر میں امارت شرعیہ کی نگرانی میں منعقد عظیم الشان اجلاس نقباء سے علماء ودانشوران کا خطاب

مسلمان اجتماعیت اور احکام شرع کی پابندی کی راہوں سے اس دنیا میں بھی کامیاب رہیں گے اور اللہ کے نزدیک بھی سرخ رو ہوسکیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب سے پورے طور پر اسلام کو قبول کرنے اور اسلام کی تمام تعلیمات وہدایات پر عمل کا مطالبہ کرتا ہے، ہمیں اپنی زندگی کے ہر عمل اور ہر قدم پر اللہ وحدہ لاشریک لہ کی حاکمیت اور الوہیت کا مضبوط احساس کرنا ہوگا، جب ہم اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو اپنے اوپر مسلط کرلیں گے پھر ہر منکر سے بچنا آسان ہوگا اور معروف پر چلنا سہل ہوسکے گا، یہ باتیں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر نے ضلع شیوہر میں منعقد اجلاس نقباء مورخہ ۲۷؍نومبر ۲۰۲۴ء کو ''احاطہ'' پر اہی روڈ نزد بھارت پٹرول پمپ سے خطاب کرتے ہوئے کہی، انہوں نے ضلع کے کونے کونے سے آئے ہوئے ہزاروں نقباء، علماء، ائمہ، سماجی وتعلیمی کارکنان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں مل جل کر اللہ کے احکام کی پابندی کی طرف آنا ہوگا، ہر طرح کی گروہ بندی، عصبیت اور خاندان، رنگ ونسل اور علاقائیت کے جھگڑوں کو ختم کرنا ہوگا، کیوں کہ یہ مکمل جاہلیت ہے، جسے اللہ کے رسول نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ سرے سے مسترد کردیا، عصبیت کی تمام شکلیں ناپسندیدہ اور ممنوع عمل ہے، انہوں نے امارت شرعیہ کو اسلامی ہدایات اور اجتماعی زندگی کے اسلامی طریقہ کا عملی نمونہ بتایا اور کہا کہ امارت شرعیہ سے ہماری وابستگی جتنی گہری اور مضبوط ہوگی اتنا ہی ہم دنیا کے نقشہ پر ایک کامیاب قوم بن کر ابھر سکیں گے، انہوں نے مسلمانوں کو تعلیم کے میدان میں آگے بڑھنے کی تاکید کی، اسی کے ساتھ اسلامی نظافت، پاکیزگی اور صحت انسانی کے تعلق سے کی گئی اسلامی تاکیدات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں اپنی صحت اور سماج ومعاشرہ کی بہتر صحت بنائے رکھنے پر توجہ دینا ہوگا، کیوں کہ صحت مند انسان ہی اپنی دنیا اور اپنی آخرت کو مفید بنانے میں کامیاب ہو پاتا ہے، اس موقع سے امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے اجلاس کے اغراض ومقاصد اور امارت شرعیہ کی اہمیت وضرورت پر تفصیلی خطاب کیا اور لوگوں سے اماراتی نظام سے مخلصانہ طور پر وابستہ رہنے کی گذارش کی، انہوں نے تفصیل سے امارت شرعیہ کے قیام کے منظر اور پس منظر کو بیان کیا اور بتایا کہ امارت شرعیہ کے قیام کو مکمل ایک صدی گذر گئی اور امارت شرعیہ اپنی مثالی خدمات اور مثبت افکار وعزائم کی وجہ سے روز افزوں ترقی کی راہ پر گامزن ہیں، انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ کی پوری ٹیم حضرت امیر شریعت کے ساتھ آپ کے شہر میں آپ کے مسائل کو جاننے اور آپ کو امارت شرعیہ کی فکر سے قریب کرنے کے لئے آپ کے شہر میں جمع ہیں، آپ حضرات ملت کے اجتماعی مسائل بھی رکھیں اور اس اسٹیج سے کی جانے والی گذارشات کو بھی غور سے سنیں اور یہاں کے پیغام کو اپنی آبادی میں نافذ کرنے کی کوشش کریں، انہوں نے تعلیم، اتحاد امت، صبر وتحمل اور کسب حلال کی طرف خصوصی توجہ دلائی اور لوگوں سے حوصلہ، ہمت اور امید کی زندگی گذارنے کی اپیل کی، امارت شرعیہ سے تعلق کو امت کی سربلندی کا ذریعہ بتایا۔ امارت شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی نے اجلاس کی کامیاب نظامت کی اور تفصیل سے امارت شرعیہ کی خدمات اور شعبہ تبلیغ وتنظیم کی حصولیابیوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ یہ ملک کی واحد تنظیم ہے جو کلمہ واحدہ کی بنیاد پر لوگوں کو جوڑتی ہے، اسی لئے اس کی جڑیں کافی گہری اور مضبوط ہیں۔ امارت شرعیہ کی تنظیم مسلمانوں کی لگ بھگ ہر آبادی میں قائم ہے۔ اس موقع سے مجلس استقبالیہ کے سکریٹری جناب فخر الحسن صاحب نے استقبالیہ کلمات کے ذریعہ امارت شرعیہ کی خدمات کو سراہا اور حضرت امیر شریعت سمیت امارت شرعیہ کی پوری ٹیم کی یہاں آمد کو شیوہر ضلع کے لئے فخر اور خوشی کی بات بتایا، جناب مولانا فخر الدین صاحب قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ ڈومری شیوہر نے حضرت امیر شریعت کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا، مجلس استقبالیہ کے صدر جناب محمد آفتاب عالم مکھیا، نائب صدر جناب ڈاکٹر مہدی حسن، نائب سکریٹری جناب مفتی ساجد اقبال صاحب، خازن الحاج محمد نسیم احمد، ڈاکٹر محمد مسلم، ماسٹر سرفراز صاحب، حافظ فیروز صاحب، مفتی ابوبکر قاسمی، مولانا انیس الرحمٰن ثاقبی، مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمی نے اظہار خیال کیا اور امارت شرعیہ کی ٹیم کی آمد کو ضلع شیوہر میں تعلیمی بیداری اور سماجی اصلاح کا ذریعہ بتایا، اس موقع سے مندرجہ ذیل تجویزیں منظور ہوئیں:

(۱) ہم باشندگان ضلع شیوہر امارت شرعیہ کے ساتھ ہر دم کھڑے ہیں، حضرت امیر شریعت کی آواز پر ہم ہمیشہ لبیک کہیں گے (۲) امارت شرعیہ کی جانب سے سی بی ایس سی طرز کے اسکول کھولے جائیں گے، اس کے لئے مجلس استقبالیہ جلد ہی کسی زمین یا مکان کا نظم کر کے امارت شرعیہ کو مطلع کرے گی (۳) وقف ترمیمی بل ۲۰۲۴ ناانصافی اور ظلم پر مبنی بل ہے جسے ہم سب مسترد کرتے ہیں۔ مرکزی حکومت فوری طور پر اسے واپس لے (۴) نئے تعلیمی سال میں سماج کے بچے بچیوں کی تعلیمی اداروں میں حاضری کو صد فیصد بنانے کی تحریک چلائیں گے۔

اجلاس کو مجلس استقبالیہ کے تمام ارکان نے کامیاب بنانے میں بڑی محنتیں کیں، مجلس استقبالیہ کے ساتھ مولانا محمد نوشاد عالم مظاہری، مولانا احمد حسین قاسمی، مولانا رفیع احمد ندوی، مولوی عمر نے محنتیں کیں۔ واضح رہے کہ اس اجلاس میں ضلع شیوہر کے تمام خطوں کی ذمہ دار شخصیات نے حصہ لیا، لوگوں میں اس اجلاس کے تئیں بڑی گرم جوشی دیکھی گئی۔

مسلمان اپنے عائلی نزاعات و معاملات دار القضاء سے حل کرائیں: قاضی محمد انظار عالم قاسمی

جامعہ نور العلوم اسماعیل نگر بکھری بیگو سرائے کے جائزہ نشست میں علماء ودانشوران کا خطاب

نظام قضا کا قیام دینی فریضہ اور اہم ترین عبادت ہے، جہاں نظام قضاء قائم کیا جائے اسے دار القضاء کہا جاتا ہے، دار القضاء میں لوگوں کے مسائل کو سنا جاتا ہے اور اسے حل کیا جاتا ہے، دار القضاء سے مظلوموں کے ساتھ انصاف ہوتا ہے، حقداروں کو ان کے حقوق ملتے ہیں، اسی کے ذریعہ ظلم وجبر، حق تلفی وزیادتی کا خاتمہ ہوتا ہے اور یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تقاضہ بھی ہے، انہی مقاصد کے تحت انبیاء کرام اس دنیا میں بھیجے گئے، انہوں لوگوں کے تنازعات پر فیصلہ فرمائے ان کے بعد سے خلفاء راشدین وقضاۃ المسلمین اس کام میں مشغول ہوتے رہے ہیں، اسلام میں قضا کی ایک روشن وتابناک تاریخ رہی ہے جس میں حاکم ومحکوم، بادشاہ ورعایا، طاقتور اور کمزور، دولت مند وغریب کے درمیان کوئی امتیاز نہیں برتا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے تنازعات ومعاملات میں اللہ ورسول کی طرف رجوع کرنے کو کہا ہے، چنانچہ حکم خداوندی ہے: ''اے ایمان والو تم اللہ کا کہا مانو، رسول کا کہا مانو اور تم میں جو امیر ہیں ان کا بھی، پھر اگر تم کسی معاملہ میں باہم اختلاف کرنے لگو تو اس معاملہ کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالہ کردو، اگر اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہ سب باتیں بہتر ہیں اور ان کا انجام اچھا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے شریعت کے مطابق حکم کو بلا چوں وچرا تسلیم کرلینے کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار حضرت مولانا قاضی محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دار القضاء امارت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ اپنے خطاب میں کیا۔ واضح رہے قاضی صاحب مدظلہ قیام دار القضاء کے جائزہ کے سلسلہ میں جامعہ نور العلوم اسماعیل نگر بکھری تشریف لائے، اسی مناسبت سے مقامی ائمہ، علماء دانشوران کی ایک نشست رکھی گئی جس میں قاضی صاحب کا ''قیام دار القضاء کی ضرورت واہمیت'' پر تفصیلی اور پر مغز خطاب ہوا۔ قاضی صاحب اپنے خطاب میں دار القضاء کی اہمیت وافادیت بیان کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے تمام معاملات وتنازعات دار القضاء میں پیش کرے، اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے آگے اپنا سر جھکائے، نفس امارہ (جو کہ ہمیشہ بری باتوں کا حکم دیتا ہے) کے حکم پر نہ چلے، اسی طریقہ میں امن وسلامتی بھی ہے، رضاے الٰہی بھی ہے، اور تمام زیرباری، پریشانی، بے عزتی اور ذلت ورسوائی سے راحت ونجات بھی ہے۔ حضرت نے اپنے خطاب کے اخیر میں وقف بل میں تبدیلی سے متعلق اہم امور سے بھی لوگوں کو مطلع فرماتے ہوئے، بل کی تبدیلی کے بعد پیش آنے والے مسائل کو عوام کے سامنے رکھا، نیز قاضی صاحب مدظلہ نے امارت شرعیہ اور امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کے ذریعہ تیار کئے گئے اور بتائے ہوئے لائحہ عمل کے مطابق عمل کرنے کی بھی تلقین فرمائی، اس نشست سے خطاب کرتے ماسٹر انوار عالم صاحب رکن شوریٰ امارت شرعیہ نے کہا کہ فی الحال مسلمانوں کا سب سے اہم مسئلہ وقف کا تحفظ ہے، حکومت نے موجودہ وقف بل میں ایسی ایسی تبدیلی کی ہے، جس کی جانب عوام الناس کا ذہن بالکل نہیں جاتا۔ حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے صوبائی اور ضلعی سطح پر وقف بیداری پروگرام کر کے عوام کو حکومت کی جانب سے کی گئی وقف بل میں تبدیلی کے نقصان سے روشناش کرایا ہے، جس کے لئے ہم سب کو امارت شرعیہ اور امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ کا شکر گذار ہونا چاہیے۔ اور ہمیں متحد ہوکر حکومت کی اس ناپاک سازش کو ناکام بنانے کی کوشش کرنی چاہیے، جناب مکھیا عبد الحلیم صاحب حمید چک نے بھی عوام سے خطاب فرمایا جس میں موصوف نے بچوں کی تعلیم اور مکاتب ومدارس کو مضبوط کرنے، نیز مسلمانوں میں تعلیم کے تئیں بیداری پیدا کرنے پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ تعلیم ہی سے انسان اچھا بنتا ہے اور اچھے اور بروں کے درمیان تفریق کر پاتا ہے۔ لہذا ہمیں اپنے بچوں کی تعلیم پر زور دینا چاہیے۔ ہماری کوشش ہو کہ ہمارے محلہ اور گاؤں کا کوئی بچہ تعلیم سے دور نہ رہے، یہ ہماری بنیادی ذمہ داری ہے۔ ہم اپنی ذمہ داری سمجھ کر قوم وملت کی خدمت انجام دیں، اس نشست میں مولانا سیف اللہ قاسمی، مولانا عرفان قاسمی، مولانا اصغر علی قاسمی، مولانا ابو الکلام قاسمی، جناب عبد الستار صاحب، جناب رضی احمد صاحب، جناب محمد فاروق صاحب، جناب محمد صلاح الدین صاحب، جناب جمیل احمد صاحب، جناب محمد اخلاق صاحب، جناب محمد نثار احمد صاحب، محمد مظہر الحق صاحب، جناب محمد ٹی خان صاحب، جناب عارف باللہ صاحب، جناب محمد زاہد عالم صاحب، جناب معز اللہ صاحب، جناب رونق ضمیر صاحب، جناب ثاقب صاحب، جناب راشد صاحب جناب محمد پرویز عالم صاحب جناب اسامہ قاسمی صاحب کے علاوہ ائمہ علماء اور دانشوران کی ایک جم غفیر نے شرکت کی۔ مفتی شمیم قاسمی صاحب مہتمم جامعہ نور العلوم اسماعیل نگر بکھری نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔ قیام دار القضاء کو لیکر علاقہ کے لوگوں میں خوشی کا ماحول پایا جا رہا ہے، شرکاء اجلاس نے بکھری میں دار القضاء کے قیام کے فیصلہ کو لیکر حضرت امیر شریعت مدظلہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے حضرت کے لیے اور امارت شرعیہ کی ترقی واستحکام کے لئے دعائیں کیں، عوام نے قیام دار القضاء کے موقع پر ایک بڑا اجلاس عام کرنے کا بھی ارادہ کیا۔ اخیر میں حضرت قاضی صاحب کی دعا پر مجلس اختتام کو پہونچا۔

Scanned with CamScanner

علم وحکمت کے میدان میں آگے بڑھ کر اپنی عظمت رفتہ کو دوبارہ حاصل کیجئے: حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی

امارت شرعیہ نے ملک کی ہر نازک موڑ پر رہنمائی کی ہے اور ملک کو کئی بڑی تنظیمیں دی: مولانا محمد شبلی القاسمی

اللہ اور اس کے رسول کی محبت ایمان والے کے لیے سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ہمیں ہر کام اللہ کی رضا کے لیے اس کے حکموں کے مطابق، اس کے پیغمبر کے بتائے ہوئے طریقہ پر اور اس کی بھیجی ہوئی کتاب کی رہنمائی میں کرنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب ہمیں اس لیے عطا کی تا کہ ہم اپنے ایمان کی حفاظت اس کتاب کے ذریعہ کرسکیں اور اس کی رہنمائی میں اپنی زندگی کے تمام مراحل گزار سکیں اور پوری دنیا کو خیر کی دعوت دے سکیں اور ان کے سامنے اسلام کی اچھائی اور اس کی خوبصورتی کو پیش کرسکیں۔یہ باتیں امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے مورخہ 28 نومبر کو سیوان کے تلسی واٹیکا میرج ہال ببیا روڈ نزد لال کوٹھی میں امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کی ماتحتی میں منعقد نقباء و نائبین نقباء امارت شرعیہ، علماء، ائمہ مساجد، ذمہ داران مدارس، دانشوران و سماجی و ملی شخصیات کے خصوصی تربیتی اجلاس کے دوران اپنے صدارتی خطاب میں کہیں۔انہوں نے تعلیم پر توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ ایسا نہیں ہے کہ مسلمان ہمیشہ سے تعلیم میں پیچھے تھے بلکہ ایک زمانہ ایسا بھی تھا جب یورپ جہالت کے اندھیروں میں غرق تھا، اس وقت مسلمان سائنسداں، ماہرین ریاضیات، مسلم انجینئرس اور اطباء اور ماہرین فلکیات دنیا کو دیئے اور پوری دنیا کو اپنے علم و فن سے روشن کیا۔آپ نے مسلم سائنسدانوں اور ان کے ذریعہ کی گئی ایجادات کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ آج بھی دنیا ان کے علم و فضل سے خوشہ چینی کر رہی ہے اور پوری دنیا ان کے علم اور تحقیقات سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔آپ نے مسلمانوں کی موجودہ تعلیمی حالت پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج ہم نے تعلیم کو اپنی ترجیحات سے دور کر دیا ہے آج ہمارے بچوں کی معتد بہ تعداد ناخواندہ ہے، ہمیں اس صورت حال کو بدلنے کی اور سماج کو سو فیصد تعلیم یافتہ بنانے کی ضرورت ہے۔آپ نے کہا کہ نفع بخش علم حاصل کرنے کا اسلام نے حکم دیا ہے، سب سے نفع بخش علم قرآن کا علم ہے، قرآن نے کائنات میں غور و فکر اور تدبر کا حکم دیا ہے اور یہ غور و فکر اور تدبر سائنس ہے، اس لیے سائنس کا علم بھی حاصل کیجئے، لیکن سائنس کا علم قرآن کے نقطۂ نظر سے حاصل کیجئے، اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے لیے کیجئے۔آپ نے مساجد کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں مساجد کو صرف پنج وقتہ نمازوں کے لیے نہیں بلکہ ان سبھی کاموں کے لیے استعمال کرنا چاہئے جن کے لیے عہد نبوی اور عہد صحابہ میں مساجد کا استعمال کیا جاتا تھا۔انہوں نے مسلمانوں سے ہر قسم کی عصبیت سے گریز کرنے اور کلمہ واحدہ کی بنیاد پر مجتمع ہونے کی اپیل کی۔

قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کی خدمات، عزائم اور اہداف کی تفصیل بیان کی اور امارت شرعیہ کے مختلف شعبہ جات کے تحت ہونے والی خدمات سے سامعین کو روشناس کرایا۔آپ نے اسلام کے نظام عدل پر بھی تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اہل علم و دانش اور سماج کی با اثر شخصیات اپنے گاؤں، پنچایت اور محلے کے ذمہ دار اپنے مقام و مرتبت کے ساتھ انصاف کریں اور ناخواندہ اور دبے کچلے سماج کو اوپر لانے کی مخلصانہ جد و جہد کریں، انہوں نے امارت شرعیہ کی سو سالہ روشن تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ملت کا کون سا نازک مرحلہ ہے جہاں امارت شرعیہ نے آگے بڑھ کر مسلمانوں کو عزم و حوصلہ نہ دیا ہو اور ان کی جرأت مندانہ رہنمائی نہ کی ہو، امارت شرعیہ نے جس وقت جیسی ضرورت ہوئی امت کو افراد کار اور تنظیمی ادارے قائم کر کے دیئے، کون نہیں جانتا کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کی اساس امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ نے حضرت قاری طیب صاحب علیہ الرحمہ اور ملک کے اکابرین کے ساتھ مل کر ڈالی اور تاحیات وہ اسے پروان چڑھاتے رہے، ان کے بعد حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحبؒ اور حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی رحمہما اللہ نے بورڈ کی جڑوں کو مضبوط کیا، مختلف جماعتوں اور الگ الگ فکر کے مسلمانوں کو بورڈ سے جوڑا اور بورڈ کے پلیٹ فارم سے شعائر اسلام کی حفاظت کا گراں قدر کارنامہ انجام دیا، امارت شرعیہ ہی کے بانی حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ نے جمعیۃ العلماء کی بنیاد رکھی، امارت شرعیہ ہی کے قاضی القضاۃ حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمی نے فقہ اکیڈمی اور ملی کونسل کی داغ بیل ڈالی، امارت شرعیہ نے ملک کی تمام تنظیموں کو اپنی مثبت فکر کے ذریعہ ہمیشہ مستحکم کرنے کے اقدامات کیئے، مسلمانوں کو کلمہ واحدہ کی بنیاد پر جوڑا اور امارت شرعیہ مستقبل میں بھی اپنا یہ فریضہ انجام دیتی رہے گی۔

اجلاس کی نظامت کے فرائض جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے انجام دیا، آپ نے اپنی ابتدائی گفتگو میں اجلاس کے اغراض و مقاصد پر تفصیلی روشنی ڈالی اور نقباء و نائبین نقباء کی ذمہ داریاں بھی بیان کیں۔آپ نے بتایا کہ امارت شرعیہ کا مقصد پوری امت کو کلمہ کی بنیاد پر متحد کرنا ہے، امارت شرعیہ چاہتی ہے کہ ہماری اجتماعی و انفرادی زندگی ایک امیر شریعت کے ماتحت ہو کر قرآن و سنت پر عمل کرتے ہوئے گذرے، اس پیغام کو ہر گھر تک پہونچانے کے لیے نقباء اور نائبین نقباء کا نیٹ ورک ہے، ہمارے نقباء اپنے علاقہ کے لوگوں کی دینی زندگی کے سردار اور امیر شریعت کے نمائندے ہوتے ہیں، اس لیے ان کی ذمہ داریاں بہت بڑی ہیں۔آپ نے اپنے خطاب کے دوران سماج میں جہیز اور نشہ خوری کی بڑھتی ہوئی بیماری پر بھی اظہار تشویش کیا اور لوگوں سے اپیل کی کہ ان دونوں جرائم کو سماج سے دور کرنے کے لیے عملی جد و جہد کریں، آپ نے مسلمانوں کو پیش آنے والے حالات پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حالات سے نہ گھبرانے اور جواں مردی کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کی دعوت دی۔

مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ مارت شرعیہ ہمارے ملی وجود کی علامت، اسلام کے اجتماعی نظام کا مظہر اور ہمارے ایمان و عقیدے کا حصہ ہے۔انہوں نے کہا اسلام ہر قدم پر اجتماعیت کی دعوت دیتا ہے، امارت شرعیہ کی جو گاؤں گاؤں میں تنظیم قائم ہے وہ اسی جماعتی نظام کو قائم کرنے کے لیے ہے۔اس جماعتی نظام کو قائم کرنے کے لیے امارت شرعیہ اور عوام کے بیچ کی کڑی ہمارے نقباء ہیں، جسے مضبوط کرنے اور بڑھانے کی غرض سے آج کا یہ اجلاس منعقد کیا گیا ہے۔

اجلاس کا آغاز قاری عبدالستار صاحب استاد جامعہ عربیہ سراج العلوم سیوان کی تلاوت سے ہوا، نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم محمد شہباز احمد متعلم جامعہ عربیہ سراج العلوم سیوان نے پیش کی۔استقبالیہ کلمات مفتی محفوظ الرحمٰن قاسمی مہتمم جامعہ عربیہ سراج العلوم سیوان نے پیش کیا اور مولانا مرتضٰی قاسمی صاحب قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان گوپال گنج تمام مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔

آخر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔اجلاس عام میں ضلع سیوان، گوپال گنج کے ہزاروں نقباء و عمائدین نے شرکت کی۔اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ مولانا مرتضٰی قاسمی صاحب قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان گوپال گنج۔معاون قاضی شریعت سیوان جناب مولانا عبدالباری قاسمی صاحب، مولانا ظہیرالحسن شمسی صاحب، مولانا اسعد اللہ نیموی صاحب، مولانا زین الحق قاسمی، مولانا خالد قاسمی، مولانا توحید رحمانی صاحب مبلغین امارت شرعیہ، مفتی محفوظ الرحمٰن صاحب نائب صدر مجلس استقبالیہ و مہتمم مدرسہ عربیہ سرج العلوم، جناب فضل علی صاحب صدر مجلس استقبالیہ، جناب حبیب اللہ، جناب محمد جلال الدین، حافظ زبیر، مولانا تنویر ندوی، نوشاد صاحب، پروفیسر راشد شبلی، جناب انجینئر عین الحق صاحب نائب کنوینر مجلس استقبالیہ، جناب صغیر صاحب مہندرا شوروم، حافظ عبدالرحیم صاحب، جناب خورشید صاحب، حاجی ریاض صاحب، جناب مولانا ظہیرالحسن ندوی گوپال گنج، جناب شرف الدین عرف کندن پیش پیش رہے۔اس اجلاس کو لیکر شہر میں بڑی گرم جوشی اور بیداری محسوس کی جارہی ہے۔انشاء اللہ یہ اجلاس سیوان، گوپال گنج و سارن کے مسلمانوں کی تعلیمی سماجی اور ملی مسائل کے حل میں سنگ میل ثابت ہوگا۔شرکاء اجلاس میں دوسری تجاویز کے ساتھ خاص طور سے ان اضلاع کی جانب سے وقف بل 2024 کو مسترد کرنے کی تجویز منظور کی اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس بل کو فوراً واپس لے۔

ائمہ و معلمین مکاتب کار نبوت میں مشغول ہیں: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام جامعہ فرقانیہ طیب نگر منسرا دربھنگہ میں معلمین کا تربیتی اجتماع

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کی جانب سے سہ روزہ تربیتی کیمپ کا آغاز جامعہ فرقانیہ طیب نگر منسرا دربھنگہ میں ہوا، اس پروگرام میں امارت شرعیہ اور وفاق المدارس الاسلامیہ کے مکاتب و مدارس کے اساتذہ و ائمہ شریک ہوئے، اس تربیتی پروگرام کا اختتام 27 نومبر کو ہوا، تربیتی کیمپ میں مدھوبنی، سیتامڑھی، ویشالی، دربھنگہ سمستی پور، مظفر پور، سپول، سہرسا، مدھے پورہ کے معلمین اور ابتدائی درجات کے اساتذہ شریک ہوئے، جامعہ فرقانیہ کے طلبہ کے لیے بھی الگ سے ایک حلقہ بنایا گیا، تربیت دینے والے نورانی قاعدہ کے چار ماہرین کو مدعو کیا گیا، ان میں مفتی عبدالباری مدرسہ رشیدیہ ڈنگرہ گیا، مولانا جمیل احمد قاسمی دارالعلوم سکری مدھوبنی، قاری راشد صاحب جامعہ ام الہدیٰ پرسونی مدھوبنی، قاری شفیع اللہ جامعہ فرقانیہ منسرا کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، جامعہ فرقانیہ کے مہتمم قاری ولی اللہ اور وہاں کے اساتذہ دن رات مہمانوں کی خدمت اور ضیافت اور اساتذہ کی راحت رسانی میں مشغول رہے، علاقہ کے لوگوں کی بھی گاہے گاہے شرکت ہوتی رہی اور امارت شرعیہ کی اس خدمت کو وہ سراہتے رہے، امارت شرعیہ کی جانب سے مولانا منت اللہ حیدری نے اس پورے پروگرام کو منظم اور انتظام و انصرام میں جامعہ کے ذمہ داروں کا بھرپور تعاون کیا اور ان کی نگرانی میں یہ تربیتی پروگرام خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوا، پروگرام کا آغاز صبح بعد نماز فجر سے ہوا، امارت شرعیہ کے شعبۂ مکاتب کے انچارج مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ نے اساتذہ کی محنت، قرآن صحت کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈالی، انہوں نے کہا کہ ہمارے اساتذہ اجر خداوندی کی امید پر کام کرتے ہیں، اجرت تو مزدور بھی ہم لوگوں سے زیادہ پاتا ہے، ہم جب یہ سوچتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تعارف معلم کی حیثیت سے کرایا ہے تو ہمیں اس کام کے کرتے وقت فخر محسوس ہوتا ہے اور ہم اسے سعادت سمجھ کر انجام دیتے ہیں، مفتی صاحب نے فرمایا کہ اچھا استاد وہ ہے جو اپنی صلاحیتیں طلبہ کو منتقل کر دے، منتقلی کی یہ صلاحیت جس قدر استاذ میں زیادہ ہوگی وہ اسی قدر کامیاب استاد ہوگا، مفتی صاحب نے فرمایا کہ طلبہ کو تنبیہ تو کی جائے لیکن جسمانی تعذیب سے گریز کیا جائے؛ کیونکہ یہ غیر قانونی بھی ہے اور بچوں کو نفسیاتی طور سے کمزور کرتا ہے، انہوں نے صحت مخارج سے قرآن کریم نہ پڑھنے کے مفاسد پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی، افتتاحی اجلاس سے مولانا عبدالباری، مولانا اسجد، مولانا منت اللہ حیدری نے بھی خطاب کیا، پروگرام کا آغاز جامعہ فرقانیہ کے طلبہ کی تلاوت اور نعت خوانی سے ہوا، یہ اطلاع مولانا منت اللہ حیدری رفیق کار شعبہ مکاتب امارت شرعیہ نے دی ہے۔

Scanned with CamScanner

اسلام میں مذہبی رواداری اور ہماری ذمہ داریاں

ڈاکٹر سید آصف عمری

اسلام امن، رواداری اور بقائے باہمی کو فروغ دیتا ہے اور قرآن کے ہر صفحہ پر یہ چیزیں نظر آتی ہیں۔ امن و سلامتی، رحمت، الفت ومحبت ہمدردی اور احترام انسانیت کا داعی ہے۔ اسلام نے اپنی تعلیمات میں خیر خواہی، رواداری، امن سلامتی، عدل وانصاف پر ابھارا ہے تا کہ معاشرہ میں خیر و بھلائی، ہمدردی، ایک دوسرے کا احترام وتکریم، جان مال، عزت وآبرو، ہر ایک کا دین و مذہب حتیٰ کہ حسب ونسب کا تحفظ باقی رہے اسی طرح معاشرہ سے لوٹ مار، دھوکہ دہی، کرپشن، ظلم وتشدد، ناانصافی، حقوق تلفی، ناحق قتل و غارت گری، چوری، ڈکیتی اور فتنہ وفساد کے خاتمہ کے لئے احکامات حدود وتعزیرات اور سزائیں بھی مقرر کیں اور جان کے بدلے جان کے لئے حکم قصاص کا نفاذ بھی کیا تا کہ معاشرہ جرائم و برائیوں سے محفوظ رہے یہ سراسر انصاف ہے۔ چنانچہ دور نبوت و دور خلافت میں ان تعلیمات پر عمل کیا گیا جس کے نتیجہ میں جرائم اور برائیوں کی شرح کم سے کم رہی۔ یہ احکامات معاشرہ وملک میں امن وسلامتی کی ضامن ہے۔ کسی ایک انسان کے ناحق قتل کو اسلام نے ساری انسانیت کے قتل کے مترادف کہا اور کسی ایک جان کو بچانا درحقیقت ساری انسانیت کا تحفظ ہے۔ اگر قاتلین اور دہشت گردوں کو جرم کی سزا نہ دی جائے تو معاشرہ وسماج میں مزید قتل وخونریزیاں ہوں گی اس لئے اسلامی دارالخلافہ میں ایسے تعزیری احکامات کا نفاذ امن وسلامتی کا باب الداخلہ ہے اور فتنہ وفساد کی سرکوبی اور خاتمہ کا پیش خیمہ ہے۔ و قاتلوا هم حتى لاتكون فتنة ۔ لفظ امن وسلامتی، ہمدردی اور رواداری کے پس منظر میں ایک مسلمان کی حقیقی تعریف حدیث میں اس طرح بیان کی گئی کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يديه ۔ سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے، ہر مسلمان اپنی زبان اور ہاتھ پر کنٹرول کرلے اور اسے درست کر کے مناسب جگہ استعمال کرلے تو دوسرے بھی پرامن ہوں گے اور کسی کو دوسرے سے خوف، اذیت، تکلیف و پریشانی کا خدشہ نہیں ہوگا بس سلامتی ہی سلامتی کی فضا ہموار ہوگی۔ اسلام نے کسی کو دوسروں کے مذہبی معاملات میں مداخلت کی اجازت نہیں دی۔ فرمایا گیا لكم دينكم ولى دين اور من شاء فليؤمن و من شاء فليكفر تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے ہے اور جو ایمان لانا چاہے وہ ایمان لائے اور جو کفر پر باقی رہنا چاہے اس کی مرضی ہے۔

اسلامی رواداری کے اصول: اسلام اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین ہے جو ساری انسانیت کی فلاح، رہبری اور نجات کا ضامن ہے۔ ساری انسانیت آدم کی اولاد ہیں۔ عربی کو عجمی پر، گورے کو کالے پر کوئی فوقیت اور مرتبہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے پاس معیار شرافت تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔ مسلمانوں کو باہمی حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان نے اپنے غیر مسلم پڑوسیوں کو ناحق ستایا ظلم وستم کیا اور اس کو اذیت دی تو ایسے مسلم کو بھی جہنم کی وعید سنائی۔

عدل وانصاف، امن اور رواداری کی بہترین مثال ہے۔ اس سلسلہ میں کہا گیا کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل وانصاف سے نہ روک دے۔ انصاف کرو کیوں کہ یہ تقویٰ کے قریب کرنے والی چیز ہے۔ (المائدہ) دعوت و تبلیغ کی حکمت بیان کرتے ہوئے بھی کہا کہ دانشمندی، حکمت وعظ ونصیحت کو ملحوظ رکھو اور بحث ومجادلہ کرنے والوں سے بھی حسن سلوک سے پیش آؤ۔ (النحل 125) جنگی معاہدے میں دشمنوں کے ساتھ اس طرح حکم دیا کہ تم طے شدہ مدت تک اس کو پورا کرو۔ (التوبہ۔ 4) یہی نہیں بلکہ مشرکین اگر پناہ طلب کریں تو انہیں پرامن طریقہ سے رکھنے کی تاکید وتلقین کی۔ (التوبہ۔ 6) خاتم المرسلین نے امن ورواداری کے سلسلہ میں اپنی حیات طیبہ میں حسن سلوک کی بڑی تاکید فرمائی۔ مشرک والدین کے ساتھ بھی اچھا سلوک، رشتے داروں، پڑوسیوں، مسکینوں، اجنبی لوگوں، مسافروں، غلاموں کے ساتھ حسن سلوک پر زور دیا۔ (النساء۔ 36)

رواداری کو فروغ دینے کے لئے اسلام سب سے پہلے اپنے ماننے والوں کو اپنی ذات کی اصلاح اپنے نفس کی پاکیزگی وطہارت کا حکم دیتا ہے۔ قد افلح من تزکی اور پھر اس کو اپنے رب کی بندگی وعبادت کا حکم دیتا ہے کہ وہ پانچ مرتبہ اس کی بارگاہ میں جھکے گا تو وہ دوسروں کو تکلیف دینے سے بچے گا۔ خود اس کی ذات میں نیکی آئے گی، فحش ومنکرات سے بچے گا۔ (سورۃ الانعام 82) میں فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم یعنی شرک سے خلط ملط نہیں کیا تو انہیں امن نصیب ہوگا یعنی یہ امن کے پیکر بن جائیں گے۔

اخوت و بھائی چارہ بھی رواداری کے فروغ میں مددگار رہے۔ انما المومنون اخوة۔ مومن آپس میں بھائی ہیں۔ اپنی پسند ناپسند اپنے بھائی کی پسند ناپسند بن جائے تو پھر معاشرے میں ظلم کیسے رہے گا۔ ہم جس ملک ومعاشرہ میں رہتے ہیں وہ مختلف مذاہب اور تہذیبوں کا مجموعہ ہے جس میں ہر ایک اپنی اپنی سمجھ اور عقل ونظریہ سے اپنا عقیدہ و مذہب اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ ملک جمہوریت کا علمبردار ہے اور یہ جمہوری آزادی ہندوستان کے دستور کا ایک اہم پارٹ ہے۔ یہ آئین ودستور کی آرٹیکل سے ہمیں بھی فائدہ اٹھانا چاہئے یعنی اپنے عقیدہ ومذہب پر باقی رہ کر اس کا پرچار کرنے کا قانونی حق حاصل ہے، مگر جبر واکراہ سے نہیں؛ بلکہ پرامن طریقہ سے اپنی بات اپنے برادران وطن کے سامنے رکھ سکتے ہیں جس میں حکمت وموعظمت ہو۔ زور زبردستی نہیں کیوں کہ لا اكراه فى الدين کے اصول کے ہم سب پابند ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اسلام الفت محبت اور اخلاق حسنہ سے پھیلا تلوار سے نہیں۔ اسلام نے تو میدان جنگ میں بھی رواداری کو ملحوظ رکھا کہ جنگ سے پہلے بھی دعوت اسلام پیش کی جائے یہ جنگ سے بہتر ہے کہ دشمن تمہارے حسن سلوک اور سلامی محاسن کو سن کر دائرہ اسلام میں آجائے۔ خود آپ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقعہ پر حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تمہارے ذریعہ آج ایک آدمی بھی راہ راست پر آتا ہے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح رواداری کی ایک عظیم مثال قائم کرتے ہوئے اسلامی تعلیم دی گئی کہ تم لوگ دوسرے مذاہب والوں کو اور جن کی وہ لوگ پوجا کرتے ہیں بُرا بھلا مت کہو اس سے مزید بدامنی اور انتشار پھیلے گا۔ آج ہمارے ملک میں مذہبی منافرت پھیلنے کی ایک وجہ یہی گندی سیاست اور جھوٹے میڈیا ہے جو کرسی واقتدار کے نشے میں اور جانبدار میڈیا دولت کی حرص ولالچ اور جھوٹی شہرت کے لئے مذہب اسلام اس کے شعائر، پیغمبر اسلام اور قرآن کریم کو نشانہ بناتے ہوئے گستاخانہ تقاریر، مضامین اور کارٹون پھیلا دیئے ہیں۔ سورۃ الکافرون میں بھی مذہبی رواداری کی دلیل ہے کہ تم تمہارے خداؤں کی اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں تمہارا دین ومذہب تمہارے لئے اور میرا ان دین میرے لئے ہے۔ کوئی ٹکراؤ کی بات نہیں۔ حقیقی رواداری یہی ہے کہ میں اپنی توحید پر مضبوطی سے ڈٹ کر ایک اللہ کی عبادت کروں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کروں، ایسا نہیں کہ تمہارا مذہبی رسومات وتہوار کو میں مانو اور تم ہمارے مذہبی تقدسات وعقائد کو تم مانو دونوں ایک دوسرے کے مذہبی تقدسات کو مانتے ہوئے شرکت کریں یہ بھی رواداری اور اسلامی اصول کے خلاف ہے۔ بظاہر کچھ فرقے اور تنظیمیں اسے رواداری سمجھ رہی ہے جبکہ یہ دین کے بنیادی عقائد کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا اکیلا تنہا خالق ومالک ہے اور وہی معبود حقیقی ہے، اس کے برابر کوئی ذات نہیں اس کی آل اولاد بیوی بچے نہیں۔ اسلام کے علاوہ ہر مذہب میں دو تین یا اس سے زائد خداؤں کی عبادت کا تصور ہے یہی وہ گناہ کبیرہ ہے جس کو ختم کرنے کے لئے حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک سارے پیغمبروں نے دعوت توحید یعنی الہ واحد کی دعوت دی۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ہمیں دوسرے مذاہب کے خلاف کہنے سے اور ان کے خداؤں کو برا بھلا کہنے سے روکتا ہے۔ منع کرتا ہے وہ اپنے ہم عقیدہ ایک کلمہ گو مسلمان بھائی کو کافر یا خوارج کہنے کی اجازت دے گا؟ بدامنی اور انتشار کی ابتدا فتنہ تکفیر سے ہوتی ہے اور یہ امت میں فرقہ بندی حزبیت اور فتنوں کا دروازہ کھولتی ہے۔ دین اسلام میں دوسروں کے عقائد، اقدار، جذبات اور تہذیب وثقافت کا لحاظ رکھنا مذہبی رواداری کہلاتی ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کے درمیان بہتر تعلقات کو فروغ دینے کی تلقین کی۔ نرم روی، نرم خوئی، میانہ روی اور اصلاح ذات البین کی اہمیت وفضیلت بیان کی۔ دوسروں پر رحم کرنے پر زور دیا۔ شاعر کہتا ہے "کرو مہربانی تم اہل زمیں پر۔ خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر" احترام انسانیت، انسانیت نوازی اور پورے سماج کے درمیان رحم کی عام تاکید فرمائی۔ پڑوسیوں کی خبر گیری اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی گئی، لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہونے، ان کے مسائل حل کرنے اور ان کی پریشانیوں میں کام آنے کی فکر، فقر وفاقہ میں ان کی مدد کرنے، ان کی بیماری میں تیمارداری یہ سب کچھ اسلامی رواداری کی مثالیں ہیں۔ اسلام کی وہ زرین تعلیمات ہیں جن سے اسلام کے جذبہ رواداری اور انسانیت نوازی کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ وہ انسانی ہمدردی معاشرتی رواداری میں کسی تفریق کا قائل نہیں وہ قیام عدل کے لئے آیا۔ وہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی فراہم کرتا ہے، وہ شرک پر واقعی ضرب کاری کرتا ہے، مگر جن کو شریک کیا جاتا ہے ان کے متعلق واضح ہدایات ہیں جو حکمت مصلحت اور برداشت کے اصولوں پر مبنی ہیں جیسا کہ فرمایا ادفع بالتى هى احسن۔ (فصلت۔ 34) دوسروں کی طرف سے مخالفت ومزاحمت پر صبر کی تلقین کرتا ہے، رب کی توحید کی دعوت حکمت وموعظمت کے ساتھ دینے کی تاکید کرتا ہے۔ اسلام افہام وتفہیم کا قائل ہے۔ آفاق وانفس کے دلائل سے توحید کے اثبات اور شرک کے ابطال پر نشانیاں پیش کرتا ہے۔ اسلام کے پھیلنے کے بہت سارے اسباب ہیں جن میں سے اہم سبب محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ جو قرآن کریم کا عکس اور اس کی ترجمانی تھی جسے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا تھا کان خلقه القرآن آپ ﷺ کے اخلاق سرتاپا قرآن تھے خود قرآن نے کہا وانک لعلی خلق عظیم درحقیقت آپ اخلاق کے عظیم مرتبہ کے مالک تھے۔

(بقیہ صفحہ اول)

(9) یہ اجلاس اس حقیقت کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ اس ملک میں دینی مدارس کی ایک روشن تاریخ رہی ہے اور اس نے پرامن، ذمہ دار اور محبّ وطن شہریوں کو پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے، ایک ایسے وقت میں جب کہ تعلیمی ادارے مکمل طور پر بزنس اور تجارت کا ذریعہ بن گئے ہیں، یہ ایک ایسا تعلیمی نظام ہے، جو نئی نسل کو اخلاق اور انسانیت کی تعلیم دیتا ہے، اس نے جنگ آزادی میں بھی ملک کی حفاظت میں مؤثر کردار ادا کیا تھا اور اب بھی ملک کی تعمیر وترقی تعلیم کی اشاعت اور سماجی واصلاح کے پہلو سے نہایت اہم رول ادا کررہا ہے؟ اس لئے حکومت کو ان کے کاموں میں رخنہ پیدا کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

(10) ملک بھر کے مقتدر علماء اور مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے نمائندوں کا یہ اجتماع فلسطین کے مظلوم مسلمانوں پر اسرائیل کی بربریت اور امریکہ ویورپ کی طرف سے اس کی تائید وتقویت نہایت ہی غیر انسانی اور افسوس ناک حرکت ہے، جس میں کھلے عام بین الاقوامی قوانین کا مذاق اڑایا گیا ہے اور ظالموں کو ظلم کے لئے کھلی چھوٹ دی گئی ہے، یہ اجلاس اس کی سخت مذمت کرتا ہے، مجاہدین فلسطین کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے، عالمی طاقتوں سے فوری جنگ بندی کا مطالبہ کرتا ہے، عالم اسلام بالخصوص عرب ممالک کی اسرائیل کے جنگی جرم پر خاموشی اختیار کرنے کو جرم میں شرکت تصور کرتا ہے، یہ اجلاس حکومت ہند سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ انسانی حقوق کا پاسدار رہا ہے اور بین الاقوامی قوانین کے مخالف رویہ کی مذمت کرتا ہے، بورڈ کا احساس ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ خطوط اور ای میل کے ذریعہ امریکہ اور یورپی یونین کے ملکوں کو اپنے جذبات پہنچائیں اور جیسے ہندوستان کی آزادی کے لئے اس ملک کے معماروں نے ایک زمانہ میں برطانوی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا تھا اسی طرح اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں، کیونکہ اگر ظالم کو ظلم سے روکنے کی طاقت نہ ہو تو جس حد تک اس کو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے پہنچایا جائے۔

اسرائیل پوری دنیا کے لئے خطرہ بن گیا ہے

ایس ایم اشرف فرید

غزہ کی جنگ شروع ہوئے ایک سال ہو گئے اس مدت میں اسرائیل نے وحشت و بربریت کا جو کھیل کھیلا ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ اسرائیل پوری دنیا کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ اس نے درندگی کی انتہا کر دی اس ایک سال کے دوران شہری آبادی پر بے دریغ بمباری کر کے اس نے ہزاروں معصوم بچوں، عورتوں اور بزرگوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ یہ تاریخ کا ایسا بدنما باب ہے جسے پوری انسانیت کے دامن پر لگا ہوا سیاہ دھبہ قرار دیا جا رہا ہے۔

وحشت و بربریت کے اس کھیل میں امریکہ اس کا ہم نوا ہی نہیں بلکہ شریک کار بھی ہے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن بار بار جنگ بندی کی بات کرتے رہے اور اس کے لئے بھی سعودی عرب، مصر اور قطر کا دورہ کرتے رہے۔ اسرائیل تو ہار گئے لیکن ان کا یہ دورہ شاید جنگ بندی کی وجہ نہیں بلکہ امریکہ اسرائیل کو بڑے پیمانے پر اسلحہ کی فراہمی میں مددگار و معاون ثابت ہوا۔ امریکہ زبانی اسرائیل سے جنگ بندی کے لئے کہتا رہا لیکن نہ تو اسرائیل نے اقوام متحدہ کے ڑونیشن سے متعلق فیصلے کو قبول کیا اور نہ ہی امریکہ نے کبھی اسے اقوام متحدہ کی تجویز ماننے کے لئے مجبور کیا، طاقت کے غرور میں انسانی زندگیوں سے کھیلنا اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کی دھجیاں اڑانا اسرائیل کے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ سچ پوچھا جائے تو ماضی میں بار بار سوالات کے دائرے میں گھرے اقوام متحدہ (UNO) کو تو اس نے تماشا بنا کر رکھ دیا ہے، دوسری جنگ عظیم کے دوران جاپان کے ہیروشیما اور ناگا ساشہروں پر جب امریکہ نے ایٹم بم گرا کر انسانیت کا سینہ چھلنی کیا تھا تو پوری دنیا میں زبردست احتجاج ہوا تھا۔ اس احتجاج کا رخ بدلنے کے لئے امریکہ اور اس کے حلیف ممالک نے U.N.O (اقوام متحدہ) کا شگوفہ چھوڑ کر کے ایسا کھیل کھیلا وہ سب پر عیاں ہے۔ اس نے اقوام متحدہ کا صدر دفتر اپنے ہی شہر نیو یارک میں قائم کیا اور اس کے اخراجات کا بڑا حصہ بھی خود ہی اٹھانے کا اعلان کیا۔ کہنے کو تو اقوام متحدہ کے قیام کا مقصد بنی نوع انسانی کو جنگ کی تباہی سے روکنا اور طاقتور ملک کی جارحیت پر قابو رکھنا تھا لیکن درحقیقت امریکہ نے اپنی عالمی داداگیری کیلئے اقوام متحدہ کو ڈھال کی طرح استعمال کیا۔

اسرائیلی جارحیت اور طاقت کے استعمال کے معاملے میں امریکہ کے ہی نقش قدم پر چل رہا ہے۔ امریکہ نے ویتنام، پھر عراق اور افغانستان میں جو ظلم ڈھائے، نہتوں کو بے دریغ قتل کیا وہ تاریخ کا ایک المناک حصہ ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اسرائیل آج ویسا ہی کچھ کر رہا ہے۔ 17 اکتوبر 2023 کو شروع ہوئی غزہ جنگ کو ایک سال ہو چکے ہیں اور قتل و غارتگیری تباہی و بربادی کا کھیل بدستور جاری ہے۔ اسرائیل کی اس جارحیت کے جواز میں امریکہ حماس کے حملہ کی بات کرتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ 17 اکتوبر 2023 کو جو کچھ ہوا وہ آخر کیوں ہوا؟ یورپ اور امریکہ نے عربوں کے قلب میں زبردستی اسرائیل کو آباد کر دیا۔ اور اسرائیل نے پہلے دن سے فلسطینی لوگوں کی زمینوں پر زبردستی قبضہ کرنا اور نئی کالونیاں بسانا شروع کر دیا۔ فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے بندوق کی نوک پر نکال کر بے گھر کرنا شروع کر دیا ان کے گھروں پر اسلحہ کی نوک پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ احتجاج کرنے پر انہیں دہشت گرد قرار دے کر گولی مار دینے، گرفتار کر لینے، اذیتیں دینے، ناکہ بندی کر دینے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اس کا ردعمل تو ہو گا ہی۔ لیکن امریکہ 7 اکتوبر سے قبل اسرائیلی جارحیت کا ذکر بھی نہیں کرتا۔ وجہ یہ ہے کہ اسرائیل تو اس کا پروردہ ہے اور آج وہ جو کچھ بھی کر رہا ہے وہ امریکہ کے ہی طرز پر کر رہا ہے۔

امریکہ نے ویتنام میں جب تک ہوائی جنگ لڑی بربادی پھیلاتا رہا۔ معصوم جانوں کی زندگی زیاں ہوتی رہی لیکن جیسے ہی زمینی جنگ میں قدم رکھا اسے بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ حالات اتنے خراب ہو گئے کہ اسے فوج میں لازمی خدمت دینے کے لئے قانون بنانا پڑا۔ عالمی شہرت یافتہ باکسر محمد علی کلے نے اس قانون کو ماننے سے اور بے قصور لوگوں پر گولیاں برسانے سے انکار کر دیا تو انہیں جیل کی سلاخوں میں بھیج دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ امریکہ انسانی حقوق کا خود کو چمپئن قرار دیتا ہے تو پھر کسی کی مرضی کے خلاف اسے فوج میں شامل ہونے پر مجبور کیا جانا کہاں کی انسانیت ہے۔ یہی طرز عمل اسرائیل نے اختیار کیا اور یہودیوں کے لئے فوج میں خدمت کو لازمی بنا دیا گیا ہے حالانکہ ان کے قدیم اتھنگ گروپ نے اس کی شدید مخالفت کی اور زبردست مظاہرہ کیا جسے حکومت اسرائیل نے لاٹھیوں اور گولیوں سے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ بہر حال ویتنام ہی کی طرح افغانستان میں بھی امریکہ نے بمباری کر کے خوب تباہی پھیلائی لیکن جب زمینی کارروائی کا مرحلہ شروع ہوا تو اسے پسپائی کا سامنا کرنا پڑا اور نہایت عجلت میں خالی ہاتھ ذلیل و خوار ہو کر افغانستان سے بھاگنا پڑا۔ غزہ میں بھی یہی کیفیت ہے۔ زمینی کارروائی کے دوران غزہ اور لبنان میں اسرائیلی فوجیوں کو زبردست مزاحمت اور نقصان کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ فلسطین اپنی سرزمین جسے غاصب اسرائیل نے ہڑپ لیا ہے۔ اسی کے خلاف امادہ تحریک ہیں۔ اس پورے تناظر میں ایران کے سپریم روحانی رہنما آیت اللہ خامنہ ای نے نہایت اہم بات کہی ہے۔ انہوں نے مسلم ممالک کی جانب اشارہ کیا کہ متحد ہوں یہ جنگ مسلمانوں کے خلاف ہے۔ امریکہ کی حریص نظر آپ کی دولت پر ہے۔ اسرائیل کی آڑ میں ایک دن آپ پر (عرب ممالک) بھی حملہ کیا جائے گا اور آپ کی تیل اور معدنیات کی دولت پر قبضہ کر لیا جائے گا۔

ایران نے جو حملہ کیا ہے وہ انتباہ کی حیثیت رکھتا ہے کہ اسرائیل باز آ جائے ہم جنگ نہیں چاہتے لیکن صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ واقعہ یہی ہے کہ اسرائیل جو کچھ کر رہا ہے وہ بین الاقوامی قوانین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ ابھی حال میں ہی اسرائیل نے جو لبنان میں پیرا ٹیک کیا وہ تو اور بھی شرمناک ہے کیونکہ اس حملہ میں کتنے ہی معصوم لوگ اپنی جان گنوا بیٹھے، کتنے ہی معذور ہو گئے۔ جہاں تک ایران کا تعلق ہے تو اس نے بہت صبر کیا ہے۔ اس کے ٹاپ کمانڈر قاسم سلیمانی کو ہلاک کر دیا گیا۔ حزب اللہ کے سپریم لیڈر حسن نصر اللہ کو ٹارگیٹ کلنگ کا شکار بنایا گیا۔ اور ان سے کہیں زیادہ اہم یہ کہ ایران کی صدارتی تقریب کے دوران حماس کے ٹاپ لیڈر اسماعیل ہانیہ کو ہلاک کر دیا گیا جو کہ ایک ناقابل معافی جرم تھا۔ اگر آپ یہ چاہ رہے ہیں اور کجھ رہے ہیں کہ مزاحمت کے ٹاپ لیڈران کو مل کر کے آپ فتح حاصل کر لیں تو یہ آپ کی بڑی بھول ہے۔ جو شوق شہادت کے جذبہ سے سرشار ہیں وہ موت کو گلے لگانے کیلئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ ان تنظیموں کے پاس قیادت کی دوسری اور تیسری لائن موجود ہے۔ کتنوں کو ماریئے گا؟ اس طرح آپ اپنے مقصد میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اسرائیل نے اپنی حرکتوں سے پوری دنیا کو تیسری جنگ عظیم کی طرف ڈھکیلنا شروع کر دیا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو اس کے بدترین اثرات سے دنیا کا کوئی بھی ملک محفوظ نہیں رہ پائے گا۔ ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہو گا، امریکہ پوری دنیا میں اپنی داداگیری چلانا چاہتا ہے لیکن اس راستہ پر چل کر اس نے اپنے ملک کو تباہی و بربادی کے دہلیز پر لا کھڑا کیا ہے وہاں کی اقتصادی حالت بری طرح چرمرا گئی ہے۔ بے روزگاری عام ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ناوابستہ ممالک آگے آئیں۔ یو این او کا مکمل بائیکاٹ کریں اور اس کی جگہ پر ایک متوازی تنظیم قائم کریں جو صحیح معنوں میں غیر جانبدار اور کمزوروں کی مددگار، انصاف پسند ہو۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے کیونکہ امریکہ کی ہٹ دھرمی اور دہرے رویہ سے پوری دنیا پریشان اور ناراض ہے۔ چند مہینوں قبل جب میں برطانیہ میں تھا تو اس دوران وہاں اور دیگر یوروپین ممالک میں بھی آئے دن اسرائیل کے خلاف زبردست مظاہرے ہو رہے تھے۔ ان مظاہروں میں ہر کمیونیٹی کے لوگ فلسطین کا جھنڈا لیکر اپنی یکجہتی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ حتی کہ ارتھوڈوکس یہودی بھی ان مظاہروں میں حصہ لے رہے تھے۔ آج دنیا کے 90 فیصد لوگ اور حکومتیں اسرائیلی بربریت کے سبب اسرائیل اور امریکہ کے خلاف ہو چکے ہیں۔ اب تو فرانس اور یوروپی یونین بھی اسرائیلی وزیراعظم نتن یاہو کی بربریت آمیز پالیسی کی مخالفت میں سامنے آ گئے ہیں۔ فرانس نے اسرائیل کو اسلحہ کی فراہمی روک دی ہے۔ یہ بات نتن یاہو کو بہت بری لگی۔ اس نے عالمی برادری اور عالمی قوانین کی جس طرح دھجیاں اڑائی ہیں اس پر پشیمان ہونے کے بجائے فرانس سے ہی کہا ہے کہ وہ اپنے اس رویہ پر شرم کرے۔ بہر حال جنگ کسی مسئلہ کا حل نہیں ہے ایک آزاد فلسطین ہی دنیا میں امن و امان قائم کرنے کا واحد حل ہے۔

جی نہیں! کوئی تیسری جنگ نہیں ہونے والی ہے!

ندیم عبدالقدیر

غزہ میں صہیونی فرعونیت کو ایک سال مکمل ہو گئے۔ ایک سال میں غزہ کھنڈر میں تبدیل ہو گیا۔ ایک بسے بسائے شہر کے اسپتال، اسکول، رہائش گاہوں کو صہیونی فوج نے تباہ کر دیا۔ خواتین، بچوں، بوڑھوں سمیت تقریباً 40 ہزار سے زیادہ عام شہریوں کو قتل کر دیا گیا۔ یہ سب آج کے جدید دور میں ہو رہا ہے جن کی تصاویر ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔ بنی نوع انسان نے ہمیشہ ہی جنگوں میں عام شہریوں کو نشانہ بنانے کو غیر انسانی قرار دیا ہے۔ اسپتالوں، اسکولوں اور شہری آبادی پر بمباری کرنا عالمی جنگی قوانین کے خلاف ہے، لیکن صہیونی فوج نے ان عالمی قوانین کو اپنی جوتی کی نوک پر رکھا ہوا ہے۔

تازہ صورتحال یہ ہے کہ صہیونی فوج کی فرعونیت نے مشرق وسطیٰ میں تباہی مچا رکھی ہے۔ مشرق وسطیٰ میں جنگ بندی کی کوششیں جاری تھیں لیکن جنگ بندی ہونا تو دور، الٹا جنگ شدید ہو گئی اور اس کا دائرہ بھی وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ غزہ میں نسل کشی کے ساتھ ساتھ اب اسرائیل نے لیبیا پر بھی شدید حملے شروع کر دیے جس کے نتیجے میں حزب اللہ کے سربراہ حسن نصر اللہ جیسی شخصیت شہید بھی ہو گئی۔ اس سے ایک مہینہ قبل ہی حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ کو بھی صہیونی فوج نے ایران میں اس وقت اپنے میزائیل کا نشانہ بنا دیا جب اسماعیل ہنیہ ایران کے دورے پر آئے تھے۔ ان سب حملوں کے جواب میں حزب اللہ کی جانب سے بھی اسرائیل پر حملے تیز ہو گئے اور ایران نے بھی اسرائیل پر تقریباً 200 میزائیلوں سے حملہ کر دیا۔ اُدھر حوثی بھی اسرائیل پر حملے کر رہا ہے۔

مشرق وسطیٰ کے ان حالات کو دیکھ کر بہت سے ماہرین یہ پیشگوئی کر رہے ہیں کہ یہ جنگ تیسری جنگ میں تبدیل ہو جائے گی، لیکن مجھے تیسری جنگ کا کوئی امکان نظر نہیں آ رہا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جنگ عظیم دو بہت بڑی طاقتوں (جن کی طاقت تقریباً مساوی ہوتی ہے) کے درمیان لڑی جاتی ہے جبکہ موجودہ منظر نامہ میں دونوں طرف کی طاقتیں کسی بھی طور پر مساوی نہیں ہیں۔ صہیونی مقتدرہ میں امریکہ، برطانیہ سمیت پورا یوروپ ہے جس کی فوجی طاقت کے سامنے ایران، لیبیا، شام، یمن، حوثی، حزب اللہ ان سب کی مجموعی عسکری طاقت بہت چھوٹی ہے۔ اتنی چھوٹی! کہ یہ جنگ امریکہ و یوروپ کے وجود پر کوئی خاص اثر بھی نہیں رکھتی۔ اسے اس بات سے سمجھ سکتے ہیں کہ جس دن ایران نے اسرائیل پر 200 میزائیلوں سے حملہ کیا تھا اس دن امریکہ اور یوروپ کے شیئر بازار حسب معمول ہی کام کر رہے تھے ان میں کسی طرح کی کوئی گراوٹ نہیں آئی تھی۔ اس کے دوسرے دن بھی شیئر بازار معمول پر ہی تھے۔ یعنی ان حملوں کو یا مشرق وسطیٰ کے اِن حالات کو 'بزنس ورلڈ' کسی بڑے واقعہ کے طور پر نہیں دیکھ رہی ہے جبکہ یہ وہ دنیا ہے جو ذرا ذرا سی بات پر بڑے ردعمل کا اظہار کرتی ہے۔

یہ بھی خام خیالی ہی ہے کہ روس اور چائنا اس جنگ میں کود جائیں گے۔ روس اور چین کا اس جنگ میں تھوڑا بہت کردار تو ہو سکتا ہے لیکن وہ اس کردار کو چھوٹا ہی رکھنے پر اکتفا کریں گے اور نیٹو سے کسی بھی طرح کے فوجی ٹکراؤ سے گریز کی ہی پالیسی پر عمل پیرا رہیں گے۔ تھوڑے بہت ہتھیار سپلائی کرنے یا ایران کے گروپ کی دیگر ذرائع سے مدد کرنے تک تو معاملہ بدستور جاری رہے گا لیکن یہ سوچنا کہ جیسے اسرائیل کی حمایت میں امریکہ کے بحری بیڑے خلیج میں کھڑے ہیں اور بحران کے وقت متحرک ہو جائیں گے یا جیسے یمن پر امریکہ اور برطانیہ کے طیاروں نے بمباری کر دی، ایران کی مدد کے لیے روس اور چین بھی ایسی ہی سرگرمی دکھائیں گے، تو ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ روس اور چین یقیناً ایران اور مسلمانوں کے تئیں ہمدردی رکھتے ہیں لیکن اس کے لیے وہ خود جنگ کا حصہ نہیں بنیں گے۔ روس کا مقصد فی الحال اپنا دفاع کرنا ہے اور خود پر پڑنے والی کسی آفت کی صورت میں ہی جنگ کا راستہ اپنانا ہے جیسا کہ اس نے یوکرین میں کیا۔ تقریباً یہی حال چین کا بھی ہے۔ درپردہ تھوڑی بہت مدد تو ہو سکتی ہے لیکن امریکہ، برطانیہ اور یوروپی ممالک کی طرح کھل کر چائنا اور روس جنگ میں شامل نہیں ہوں گے (بقیہ: ص ۱۴ ر پر)

Scanned with CamScanner

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور ان کے محرکات

ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتی جدوجہد سے صرف ۲۳؍سال کی مدت میں اسلام پورے جزیرۃ العرب میں پھیل گیا اور اس کی شعاعیں دوسرے ملکوں پر بھی پڑنے لگیں، ہر طرف امن وامان کا دور دورہ ہوگیا، عزت وعصمت محفوظ ہوگئی اور تہذیبی واخلاقی قدریں بحال ہوگئیں، اس عہد میں کئی معرکے بھی ہوئے۔

عہد نبوی کی جنگوں کے تفصیلی تجزیہ کا یہ موقع نہیں ہے، اس وقت صرف ان جنگوں کے محرکات پر روشنی ڈالنی مقصود ہے، اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ غزوات وسرایا کا آغاز ہونے سے قبل مسلمان مدینہ میں کن حالات سے دوچار تھے، اس سے بہ خوبی واضح ہوجائے گا کہ یہ جنگیں کیوں واقع ہوئیں اور پہل مسلمانوں نے کی یا دوسرے لوگوں نے۔

ہجرت مدینہ پر کفار مکہ اور مدینہ کے یہودیوں اور منافقین کا رد عمل: جن لوگوں نے آپؐ کی دعوت پر لبیک کہا اور ان کا سینہ ایمانی بصیرت سے منور ہوا، انہیں دیکھ کر کفار مکہ تلملا گئے، ان کا جوشِ غضب بھڑک اٹھا اور وہ انہیں طرح طرح کی اذیتیں دینے لگے، خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار ومشرکین نے شدید تکالیف پہنچائیں، یہاں تک کہ منصوبہ بند طریقے سے آپؐ کے قتل کا فیصلہ کرلیا، اسی عالم میں جب کہ کار نبوت کے بارہ سال گزر چکے تھے، آپؐ اور آپ کے صحابہ سخت مصائب سے گزر رہے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہجرت کا حکم دیا، اکثر اہل ایمان مال ودولت اور زمین وجائداد، عزیز واقارب، سب کچھ چھوڑ کر بے سروسامانی کی حالت میں مدینہ آگئے، یہاں کے مسلمانوں نے آپؐ کا اور آپؐ کے ساتھیوں کا والہانہ استقبال کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر نہ صرف مسلمانوں کو حد درجہ خوشی ہوئی، بلکہ یہاں کے یہودیوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا، وہ سمجھ رہے تھے کہ آپ کی مدد اور رہ نمائی سے انہیں ان کے دشمنوں پر نصرت وفتح اور برتری حاصل ہوگی، جس وقت حضورؐ مدینہ میں داخل ہو رہے تھے، انہی دونوں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلوک مدینہ کا سردار بننے والا تھا، اس کی تاج پوشی کی ساری تیاری بھی ہوگئی تھی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچنے سے اس کا خواب چکنا چور ہوگیا اور لوگوں کی توجہ ادھر سے ہٹ کر نبیؐ پر مرکوز ہوگئی، اس وجہ سے وہ آپ کا دشمن بن گیا، بعض وجوہ سے وہ کھلے عام حضورؐ سے کچھ کہنے کی جرأت تو نہیں کرسکتا تھا، لیکن درپردہ منافقانہ رول ادا کرنے لگا۔

میثاق مدینہ کے ذریعہ مدینہ کے داخلی انتشار کا انسداد: اوس وخزرج مدینہ کے اہم قبائل تھے، یہ لوگ پرانی رنجش کی بنا پر باہم دست وگریباں رہتے تھے، اس سے کبھی کبھی مدینہ کی فضا مسموم ہوجاتی تھی، ادھر یہودیوں کے تین معروف قبائل: بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ بھی یہیں بسے ہوئے تھے، اہل کتاب ہونے کی بنا پر وہ مدینہ میں اپنی برتری کا اظہار کرتے اور بسا اوقات یہاں کے اصل قبائل سے لڑتے بھڑتے رہتے تھے، آپؐ نے لوگوں کو اس مناقشت اور جنگ جوئی سے روکنے کے لیے نہایت حکمت عملی سے ایک میثاق تیار کیا، جو 'میثاق مدینہ' کہلاتا ہے، یہ ۵۲؍دفعات پر مشتمل ہے، ان میں سے پچیس (۲۵) دفعات تو مسلمانوں سے متعلق ہیں، ستائیس (۲۷) کا تعلق دوسرے مذاہب کے ماننے والوں سے ہے، اس میں تمام باشندگانِ مدینہ کے حقوق کی رعایت کی گئی اور زور دیا گیا کہ تمام قبائل اور مذہب کے لوگ آپس میں اتحاد واتفاق سے رہیں گے، ہر ایک کو اپنے مذہب پر عمل کی آزادی حاصل رہے گی اور اگر کوئی بیرونی قبیلہ مدینہ پر حملہ آور ہوتا ہے یا اس کے کسی فرد کو اذیت پہنچاتا ہے تو اس کے تدارک کے لئے سب لوگ تیار رہیں گے اور ہر طرح سے اس کی مدد کریں گے، اس میثاق کی رو سے بہ ظاہر مدینہ ہر طرح کے داخلی وخارجی خطرات اور اندیشوں سے محفوظ ہوگیا، مگر اندرونی طور پر دشمنان دین اپنی تخریب کاری سے باز نہ آئے۔

قریش کی دھمکی: ادھر کفار مکہ کو مسلمانوں کی مضبوط پوزیشن کا علم ہوا تو ان کی دشمنی میں مزید اضافہ ہوگیا، انہیں اندیشہ ہوا کہ مسلمان آگے چل کر خود اہل مکہ کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں، چنانچہ انہوں نے فوری کوئی بڑی کاروائی کرنے سے پہلے مدینہ کے رئیس عبداللہ بن ابی سلوک کو ایک دھمکی بھرا خط لکھا اور زور دیا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے صحابہ سمیت مدینہ سے نکال باہر کرو، یا ان سب کا قتل کردو، ورنہ ہم اپنی پوری جمعیت کے ساتھ تم پر دھاوا بول دیں گے اور سب کو فنا کردیں گے اور تمہاری عورتوں کی عزت پامال کردیں گے۔ آئے دن مسلمانوں کی نئی نئی خبریں مل رہی تھیں کہ مشرکین مکہ مدینہ پر کبھی بھی حملہ کرسکتے ہیں، اس خطرہ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات رات بھر جاگ کر گزارتے، ایک رات کی بے چینی کو دیکھ کر حضرت سعد بن وقاصؓ نے پہرہ دیا، خلاصہ یہ کہ مکہ سے نکل جانے کے بعد بھی قریش نے مسلمانوں کو سکون سے رہنے نہ دیا، جب تک انہوں نے کوئی بڑی فوجی کاروائی نہ کی، وہ مسلمانوں کو اپنے تفوق کی بنا پر ڈراتے دھمکاتے اور افواہوں کے زور پر ہراساں کیے رہے۔

اردگرد کے قبائل میں قریش مکہ کی پوزیشن مستحکم تھی: قریش مکہ کو خانۂ کعبہ کی تولیت کی وجہ سے سارے عرب میں تفوق حاصل تھا اور وہ لوگ ان کا احترام کرتے تھے، اگر وہ کسی وقت مسلمانوں پر حملہ کرتے تو اردگرد کے قبائل ان کا ساتھ دیتے، نیز قریش مکہ کے تجارتی سفر میں جو قبائل راستے میں پڑتے تھے ان سے ان کے تعلقات مستحکم تھے، وہ ان کی آواز پر ان کا ساتھ دیتے، جب کہ مسلمانوں کا کوئی معاون اور مددگار نہ تھا، سوائے اوس وخزرج کے، مگر ان کی تعداد بہت کم تھی اور وہ اپنے اندرونی اختلافات میں الجھے ہوئے تھے، ان کے تعلقات بھی قرب وجوار کے قبائل سے بہت کم تھے، ان حالات میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اردگرد کے قبائل میں اپنے آدمیوں کو بھیجنا شروع کیا، تاکہ ایک طرف قریش مکہ کی فوجی کاروائیوں کی خبر قبل از وقت ملتی رہے، دوسرے ان قبائل سے قربت بڑھے اور انہیں بھی معاہدے میں شامل کیا جاسکے۔

زیارتِ خانۂ کعبہ کے لیے مسلمانوں پر پابندی: ہجرت کے کچھ ماہ بعد حضرت سعد بن معاذؓ عمرہ کی نیت سے مکہ گئے اور اپنے دوست وحلیف امیہ بن خلف کے یہاں ٹھہرے، ایک دن اس کے ساتھ طواف کعبہ کے لیے نکلے، راستے میں ابوجہل سے ملاقات ہوگئی، ابوجہل نے امیہ سے پوچھا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ سعدؓ ہیں، اس پر ابوجہل نے سخت لہجے میں کہا کہ تم نے 'بددین' کو اپنے یہاں پناہ دے رکھی ہے، مجھے یہ پسند نہیں کہ مسلمان خانۂ کعبہ کا طواف کرنے آئیں، پھر حضرت سعدؓ سے مخاطب کرکے کہا: بہ خدا اگر تم امیہ کے ساتھ نہ ہوتے تو یہاں سے بچ کر نہیں جاسکتے تھے، اس پر حضرت سعدؓ نے کہا: اگر تم نے ہمیں زیارتِ خانۂ کعبہ سے روکا تو ہم تمہارا راستہ روک دیں گے، مطلب یہ تھا کہ شام کے تجارتی سفر کے لیے تمہیں ہمارے علاقے سے ہی گزرنا ہوگا، ہم تمہارا وہ راستہ روک دیں گے، اس واقعہ سے مسلمانوں پر واضح ہوگیا کہ اب ان کے لیے خانۂ کعبہ کے دروازے بند ہوگئے اور وہ آئندہ حج کی سعادت سے محروم رہیں گے۔

مسلمانوں کے لیے مدافعانہ جنگ لڑنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا: اہل مکہ آپ کے دشمن تھے ہی، ان کی شہ پر قرب وجوار کے لوگ بھی آپ کے دشمن ہوگئے، عبداللہ بن ابی کے منصوبہ کی تکمیل نہ ہونے کی بنا پر وہ بھی آپ کا دشمن بن گیا تھا، پھر جب قریش مکہ کی شہ ملی تو اس کی عداوت اور زیادہ بڑھ گئی، یہودیوں نے بلاوجہ آپ کو اپنا دشمن سمجھ لیا، اب وہ وقت آگیا تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھ کھول دیئے جائیں اور انہیں حکم دیا جائے کہ جو لوگ انہیں ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور ان کے وجود کو فنا کرنے پر کمربستہ ہیں، ان کا مقابلہ کریں، وہ مظلوم ہیں اللہ ان کی مدد کرے گا، فرمان باری تعالیٰ ہے: ''اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے، کیوں کہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے، صرف اس قصور پر کہ وہ کہتے تھے: ''ہمارا رب اللہ ہے'' (الحج:۳۹-۴۰)

اس آیت میں صاف کہا گیا کہ ان لوگوں کو یوں ہی جنگ کی اجازت نہیں دی جارہی ہے اور بلاوجہ نبیؐ لوگوں سے جنگ نہیں لڑ رہے ہیں، بلکہ یہ مظلوم ہیں، انہیں ستایا گیا، گھروں سے نکالا گیا اور سکون سے رہنے نہیں دیا گیا، اس لیے اپنے دفاع میں یہ اقدام کررہے ہیں۔

اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے خواہاں تھے کہ دونوں فریقوں کے درمیان جنگ کی نوبت نہ آئے، چنانچہ اسی غرض کے لیے قرب وجوار کے علاقوں میں وفود روانہ کئے، تاکہ قریش مکہ اپنی تجارت کا خطرہ محسوس کرکے مسلمانوں سے صلح کا ہاتھ بڑھائیں، ان وفود کا مقصد لوٹ مار اور ڈاکہ زنی نہیں تھا، علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:

''غرض ان حالات کی بنا پر غزوۂ بدر سے پہلے سو سو پچاس پچاس کی ٹکڑیاں مکہ کی طرف روانہ کی جانے لگیں، ابواء کی مہم سے پہلے بذات خاص آپؐ نے کسی مہم میں شرکت نہیں کی۔ اس ابواء کی مہم سے پہلے، جو صفر۲ھ میں واقع ہوئی اور جس میں آپ نے خود شرکت فرمائی تھی، ارباب سیر نے تین مہموں کا ذکر کیا ہے، جن کو ان کی زبان میں سریہ کہتے ہیں۔ سریۂ حمزہ، سریۂ عبیدہ بن حارث، سریۂ سعد بن ابی وقاص، لیکن ان میں سے کسی مہم میں کوئی کشت وخون نہیں ہوا، یا تو بیچ بچاؤ ہوگیا یا بچ کر نکل گئے، ارباب سیر نے ان سرایا کا مقصد یہ بتایا ہے کہ یہ قریش کے تجارتی قافلہ کو چھیڑنے کے لیے بھیجے جاتے تھے، یعنی حضرت سعد کی تہدید کے مطابق ان کی شامی تجارت کو بند کرنا مقصود تھا، مخالفین کہتے ہیں کہ صحابہ کو غارت گری کی تعلیم دی جاتی تھی، لیکن یہ الزام کس قدر جہالت پر مبنی ہے کہ اول تو اسلام کی شریعت میں یہ سخت ترین گناہ ہے، ثانیاً واقعہ کیا بتاتا ہے؟ کیا ان میں سے کسی مہم میں بھی یہ مذکور ہے کہ صحابہ نے قافلہ کا مال لوٹ لیا؟ ثالثاً اگر ان سرایا کا مقصد لوٹنا اور ڈاکہ ڈالنا ہی ہوتا تھا تو قریش کے قافلہ تجارت کے سوا یہ مقصد کہیں اور نہیں حاصل ہوسکتا تھا؟

کون نہیں جانتا کہ عرب کی سرزمین برسہا برس سے غیر مامون تھی اور ان کے درمیان قتل وخوں ریزی کا لامتناہی سلسلہ جاری تھا۔ لیکن حضور کی بعثت کے صرف بیس (۲۰) سال بعد فتح مکہ کے ساتھ ہی پورے عرب میں امن وامان کی فضا طاری ہوگئی، اسی کے حصول کے لیے تو نبیؐ نے اتنی مصیبتیں اور مشقتیں برداشت کی تھیں۔ یہ مقصد آپ کو اقدامی جنگ کے ذریعہ نہیں، بلکہ دفاعی جنگ کے ذریعہ حاصل ہوا، جنگ بدر تا جنگ احزاب ساری جنگیں مدافعانہ تھیں، یہ جنگیں یا تو مدینے کے قریب لڑی گئیں یا مکہ ومدینہ کے درمیانی مقام پر، مقام جنگ اس بات کے ثبوت ہیں کہ حملہ آور مشرکین تھے، جو اسلام کو مٹانے کے ارادے سے آئے تھے، مدافعت کا حق دنیا کا ہر قانون تسلیم کرتا ہے، خود عیسائی کتب مقدسہ اس حق سے انکار نہیں کرتیں، عہد نامۂ قدیم کی رو سے فیصلہ کیا جائے تو پورا مشرک عرب گردن زدنی قرار پائے گا اور مسلمانوں کو مدافعت کا پورا پورا استحقاق میسر تھا۔

اس تفصیل سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان جنگوں میں مسلمانوں نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی کہ جنگ کی نوبت نہ آئے، لیکن دشمنان اسلام کو اپنی طاقت پر غرور تھا، جب کہ مسلمانوں کے حوصلے بھی پست نہ تھے، جب حوصلہ اور طاقت کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو عموماً حوصلہ مند گروہ کو کامیابی ملتی ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسلمان اللہ کی مدد سے ہر جگہ کامیاب وکامران ہوئے، اس کے نتیجے میں بعض جنگوں میں بڑی مقدار میں مال غنیمت حاصل ہوا، ایسا دنیا کے ہر ملک میں ہوتا ہے کہ جب دشمن پر فتح ہوتی ہے تو اس کے نتیجے میں نہ صرف قیدی ہاتھ لگتے ہیں، بلکہ ان کا مال واسباب بھی قبضے میں آجاتا ہے، کیا ایسے موقع پر کوئی فاتح قوم ان اموال سے دست بردار ہوجاتی ہے، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کامیابی کو مغرب لوٹ مار سے تعبیر کرتا ہے، بہتر ہے کہ وہ الزام لگانے کے بجائے اپنے فسادِ ذہنی کی اصلاح کرے، پھر ان جنگوں سے متعلق کوئی اشکال نہ رہے گا، مستشرقین میں سے بعض کی تحریروں کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں اس بات کا اعتراف ہے کہ عہد نبوی کی تمام جنگیں مبنی برانصاف تھیں اور حضورؐ اور آپ کے اصحاب نے ہمیشہ صلح کو ترجیح دی، مگر کفار ومشرکین نے اپنی طاقت کے سامنے اسلام کی طاقت کو لائق اعتنا نہ سمجھا، اس لیے انہیں ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

Scanned with CamScanner

اعـــلان مفقـــود الخبـــری

معاملہ نمبر ۱۴/۱۰۵۳/۱۴۴۶ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون، روہتاس)

شبینہ خاتون بنت محمد جبریل انصاری، مقام دھنچوہا، ڈاکخانہ موہن پور، ضلع روہتاس۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

ابرار انصاری ولد کلام انصاری مرحوم، مقام مستریار، ڈاکخانہ مستریار، ضلع روہتاس۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ جامعہ فلاح الدارین ڈہری اون سون، روہتاس میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳۰/دسمبر ۲۰۲۴ء مطابق ۲۸/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۶ھ روز سوموار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۲/۷۲/۲۱۳۳/۱۴۴۶ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گواپوکھر، مدھوبنی)

سبیلہ خاتون بنت محمد چھیدی، مقام سیوا، ڈاکخانہ سیوا، ضلع مدھوبنی، پن کوڈ-۸۴۷۴۰۱۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد نظام ولد عبدالشکور، مقام سمیاں، ڈاکخانہ سمیاں، بلاک جھنجھارپور، ضلع مدھوبنی، پن کوڈ-۸۴۷۴۰۴۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا کی مسل دارالقضاء امارت شرعیہ گواپوکھر، ضلع مدھوبنی سے آئی ہے، فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گواپوکھر، ضلع مدھوبنی میں غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کا معاملہ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳۰/دسمبر ۲۰۲۴ء مطابق ۲۸/جمادی الثانیہ ۱۴۴۶ھ روز سوموار کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۲/۵۳۴/۲۶۱۳/۱۴۴۵ھ

سہیلا پروین بنت محمد علی رضا مرحوم، مقام سلیمان نگر، وارڈ نمبر ۳۲/نزد ٹاور، ڈاکخانہ نوادہ، ضلع نوادہ۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد رضوان خان عرف راجو ولد محمد علی رضا مرحوم، مقام رسول نگر بھدونی نزد پانی ٹنکی، ڈاکخانہ نوادہ، ضلع نوادہ۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف غائب غیر مفقود الخبر ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۱/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳/دسمبر ۲۰۲۴ء روز پیر مقرر کی گئی ہے، تاریخ مذکور پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۳/۷۷/۱۴۴۶ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بیرنگر، بسہریاہاٹ، ارریہ)

فرزانہ خاتون بنت غفار انصاری، مقام ہنگوا وارڈ نمبر ۱۴/ڈاکخانہ ہنگوا، بلاک بھرگاما، ضلع ارریہ۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد محبود ولد محمد ذاکر، مقام وڈاکخانہ نامعلوم، ضلع نیپال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف عرصہ ڈیڑھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ بیرنگر، بسہریاہاٹ، ارریہ میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۹/دسمبر ۲۰۲۴ء مطابق ۱۷/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۶ھ روز جمعرات کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۲۹/۲۲۴۱/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے)

اسرون خاتون بنت محمد قربان، مقام چھوٹی بلیا، میرشکارٹولہ، ڈاکخانہ لکھمیاں، ضلع بیگوسرائے۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

شاہ عالم ولد محمد اسرائیل، مقام E,44/A.623، ڈاکخانہ نیو سیماپوری، ضلع ایسٹ دہلی۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا کی مسل دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے سے آئی ہے، فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے میں غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کا معاملہ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳۱/دسمبر ۲۰۲۴ء مطابق ۲۹/جمادی الثانیہ ۱۴۴۶ھ روز منگل پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳/۳۲۹/۱۴۴۶ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ انصارنگر، نوادہ)

راضیہ پروین بنت محمد احسان الحق، ساکن امانواں، ڈاکخانہ بنس گوپال، ضلع نوادہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد استخار عالم ولد محمد بہزاد عالم، ساکن دھمول، ڈاکخانہ دھمول، ضلع نوادہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف تقریباً ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بنا پر دارالقضاء امارت شرعیہ انصارنگر، ضلع نوادہ میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۳/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۵/دسمبر ۲۰۲۴ء روز بدھ کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

بقیہ: جی نہیں کوئی تیسری جنگ .... مشرق وسطیٰ کے مقابلے میں یوکرین کا محاذ تیسری عالمی جنگ بننے کی زیادہ استطاعت رکھتا ہے کیونکہ وہاں جنگ کا ایک فریق روس ہے مگر وہاں یوروپی ممالک جنگ کو توسیع دینا نہیں چاہتے ہیں کیونکہ ان کی پچھلی نسلوں نے پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی تباہی کو دیکھا ہے۔یوروپی ممالک اپنی زمین پر تیسری جنگ نہیں چاہتے ہیں شاید اسی لیے وہ مشرق وسطیٰ کو میدان جنگ کے طور پر سلگائے رکھنا چاہتے ہیں لیکن ان کے مد مقابل روس اور چین کو اس میدانِ جنگ میں کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے۔

مشرق وسطیٰ میں جاری جنگ وجدل اور خونریزی نہ ہی اس سے زیادہ بڑھے گی اور نہ ہی کم ہوگی۔اس جنگ کی بھٹی کو امریکہ ایک حد تک ہی سلگائے رکھنا چاہتا ہے۔نہ اُس سے زیادہ، نہ اُس سے کم۔ایران کو صہیونی مقتدرہ ختم کرنا نہیں چاہتا۔اگر اس کا مقصد ایران کو ختم کرنا ہی ہوتا تو یہ کام بہت پہلے ہوچکا ہوتا کیونکہ امریکہ اور یوروپ کی فوجی طاقت کے مقابلے میں ایران کی فوجی طاقت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔عراق اور ایران تقریباً برابر کی فوجی طاقت تھے۔نیٹو نے عراق کو ختم کردیا تو وہ ایران کو بھی ختم کرہی سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ایران نے خود بھی صہیونی مقتدرہ کے خلاف باقاعدہ کسی روایتی جنگ سے ہمیشہ پرہیز ہی کیا ہے۔ایران بھی اس میدان جنگ کی بھٹی کو ایک حد تک گرم رکھنا چاہتا ہے۔اس سے زیادہ نہیں اور اس سے کم بھی نہیں۔اسماعیل ہنیہ کی شہادت کے بعد ایران نے 'بدلہ لینے کا عہد'' کیا تھا۔یہ بدلہ ایران اور اسرائیل کے درمیان چند میزائیلوں کے تبادلے سے زیادہ نہیں ہوگا اور بالکل ویسا ہی ہوا۔میں نے اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ اُس مضمون کا ایک پیراگراف من وعن ملاحظہ فرمائیں ''ایران کے صدر نے ایک بار پھر سے 'خطرناک نتائج' کی دھمکیاں دے دی ہیں اور ایران میں سرخ پرچم بھی لہرادیا گیا ہے جو جنگ کی علامت ظاہر کرتا ہے لیکن یہ ساری رسومات اس سے پہلے بھی کئی بار ادا کی جاچکی ہیں تاہم ان سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔اس بار ایک قدم آگے بڑھ کر ایران کے صدر نے 'براہ راست اسرائیل پر حملے' کا حکم بھی دے دیا ہے، تو اُدھر امریکہ نے بھی اسرائیل کی حفاظت کے لیے اپنے بحری بیڑے اور فضائیہ کو ایران کے کسی بھی ممکنہ حملے کے لیے تیار رہنے کی ہدایت دے دی ہے۔ہندوستان سمیت دنیا کے کئی ممالک نے اسرائیل کے لیے اپنی پروازیں عارضی طور پر منسوخ بھی کردی ہیں۔یعنی پوری دنیا میں یہ تاثر ہے کہ بس اب 'آرپار' کی جنگ ہونے کو ہے، لیکن میرے خیال سے اس نام نہاد جنگ میں چند میزائیلوں یا ڈرون کی آمدورفت کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوگا''۔

بالکل ایسا ہی ہوا۔ایران نے تقریباً 200 میزائیل سے اسرائیل پر حملہ کردیا ہے اور اسرائیل پر اتنے بڑے حملہ کے بعد بھی امریکہ اور اسرائیل کی طرف سے کسی طرح کے غصہ کا یا ''بدلہ لیں گے'' جیسا کوئی ردعمل سامنے نہیں آیا ہے، بلکہ خاموشی ہے۔اسرائیل کے لیے امریکہ کچھ بھی کرنے کو تیار رہتا ہے اور اسرائیل کو پہنچنے والی معمولی سی بھی گزند پر تڑپ اٹھتا ہے لیکن اسی اسرائیل پر ایران کے 200 میزائیل کے حملوں کے بعد بھی امریکہ خاموش ہے۔اگر اسرائیل کی طرف سے ایران پر کوئی جوابی کاروائی ہوگی بھی، تو وہ علامتی نوعیت کی ہی ہوگی اس سے زیادہ کا کوئی امکان نہیں ہے، کیونکہ ایران دراصل امریکہ کی ضرورت ہے۔مستقبل میں کبھی بھی اس خطہ میں عرب ممالک یا افغانستان، پاکستان یا عراق میں کسی بھی طرح کا کوئی خفیہ اقدام کرانا ہو تو اس کے لیے ایران سے زیادہ موزوں اور مفید کوئی دوسرا ملک نہیں ہوسکتا ہے۔ایران نے ماضی میں کئی بار اپنی اس افادیت کو ثابت بھی کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ایک دوسرے کے خلاف بلند بانگ دعوؤں، دھمکیوں اور اعلانات کے باوجود بھی اسرائیل اور ایران کے درمیان باقاعدہ کوئی روایتی جنگ نہیں ہوئی جبکہ عرب ممالک اور اسرائیل کے درمیان دو بار بڑی روایتی جنگیں ہوچکی ہیں۔اس تناظر میں سمجھا جاسکتا ہے کہ تیسری جنگ تو دور کوئی عام سی روایتی جنگ بھی نہیں ہوگی۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

سبز چھوٹی الائچی

سبز الائچی میں کئی وٹامنز اور معدنیات کے ساتھ ساتھ کچھ فائبر بھی ہوتا ہے۔ یہ کاربوہائیڈریٹس اور کیلوریز میں بھی بہت کم ہوتی ہے۔ سبز الائچی کے بارے میں مختصر اُبات کرنے کے بعد، آیئے اس ذائقے دار مصالے کے صحت سے متعلق فوائد پر غور کریں۔

ہاضمے کو بہتر بناتی ہے: ایک تحقیق کے مطابق سبز الائچی کو کھانے میں نہ صرف ذائقے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے بلکہ ہاضمے کو بڑھانے کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ مصالا میٹابولزم کو بھی ایکٹو کرتا ہے، اس کی اینٹی آکسیڈ ینٹ اور اینٹی سوزش خصوصیات بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ سبز الائچی معدے میں بائل ایسڈ کے اخراج کو تیز کرنے کے لیے بھی جانی جاتی ہے، جو ہاضمے اور مناسب چکنائی کے حل ہونے میں مزید مدد کرتی ہے۔ یہ مصالا معدے کی دیگر بیماریوں جیسے ایسڈ ریفلوکس، سینے کی جلن، اسہال وغیرہ کو بھی روکتی ہے۔

دل کی صحت کو فروغ دیتی ہے: اس کی اینٹی آکسیڈ ینٹ خصوصیات دل کی صحت کو فروغ دے سکتی ہیں۔ سبز الائچی میں فائبر بھی ہوتا ہے، یہ غذائیت جو کولیسٹرول کی سطح کو کم کرنے اور دل کی صحت کو بڑھانے میں مدد کر سکتی ہے۔ یہ مصالحہ بلڈ پریشر کی سطح کو بھی کم کر سکتی ہے، اور اس سے دل کو فائدہ ہوتا ہے۔ بس ایک چائے کا چمچ دھنیا اور ایک چٹکی الائچی کے ساتھ ایک کپ تازہ آڑو کا جوس پی لیا کریں۔

کینسر کی روک تھام میں مدد کرتی ہے: کچھ مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ ذائقہ کو بڑھانے اور حیرت انگیز طور پر انسانی نشوونما کو صحت مند طریقے سے تبدیل کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ الائچی عام جلن کو بھی کم کرتی ہے، جو مہلک نشوونما کے خلیوں کی نشوونما کو روکتی ہے اور ان کے گزرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ایک اور جائزے میں کہا گیا ہے کہ الائچی ممکنہ طور پر پیٹ کے کینسر کا علاج کر سکتی ہے۔

ڈپریشن سے لڑنے میں مدد کرتی ہے: صحت کی ایک رپورٹ کے مطابق، الائچی یقیناً اداسی سے ہم آہنگ ہونے والے افراد کی مدد کر سکتی ہے۔ بس الائچی کے دو بیجوں کو پاؤڈر بنائیں اور انہیں اپنی عام چائے کے ساتھ شامل کریں۔ بہتر نتائج کے لیے چائے پینے کے معمول میں سبز الائچی کو شامل کریں۔

دمہ سے لڑنے میں مدد کرتی ہے: سبز الائچی دمہ کی علامات جیسے گھر گھراہٹ، ہیکنگ، سانس لینا مشکل ہونا، اور سینے میں جکڑن سے لڑنے میں مدد کرتی ہے۔ یہ پھیپھڑوں کے اندر خون کے پھیلاؤ کو اپ گریڈ کر کے سانس لینے کو آسان بناتی ہے۔ یہ جسمانی فلوئیڈ کو پرسکون کر کے جلن سے بھی لڑتی ہے۔ سبز الائچی دمہ، برونکائٹس اور سانس کے دیگر مسائل کے علاج کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے۔

ذیابیطس کے علاج میں مدد کرتی ہے: سبز الائچی میں مینگنیج ناقابل یقین حد تک بہت زیادہ ہوتا ہے، ایک معدنیات جو ذیابیطس کے خطرے کو کم کر سکتی ہے. چاہے کسی بھی صورت میں ہو۔

ذائقہ دہن میں مدد کرتی ہے: الائچی میں جراثیم کش خصوصیات موجود ہوتی ہیں، جو منہ کی صحت کو بہتر کرتی ہیں۔ الائچی کا اثر انگیز ذائقہ تھوک کے دھارے کو بھی ایکٹو رکھتا ہے اور یہ دانتوں کے کیریز کو روکنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ سبز الائچی بدبودار سانس کے علاج میں بھی بہت اہم ہوتی ہے۔ خاص طور پر جب آپ سونف، الائچی اور سونف کے بیجوں سمیت ذائقوں کا مجموعہ بنا کر رکھ سکتے ہیں، تو بدبودار سانس اب کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

گلے کی سوزش کے علاج میں مدد کرتی ہے: الائچی، دارچینی اور کالی مرچ کا مرکب گلے کی سوزش کے علاج کے لیے کچھ حیرت انگیز کام کر سکتی ہے۔ جب کہ الائچی حساس حلق کی سوزش کو کم کرتی ہے اور گھر گھراہٹ کو بھی کم کرتی ہے، کالی مرچ بھی پر اثر کام کرتی ہے۔ آپ 1 گرام الائچی اور دارچینی کا پاؤڈر، 125 ملی گرام کالی مرچ، 1 چائے کا چمچ شہد لے سکتے ہیں۔ تمام پاؤڈر کو مکس کریں اور اس مرکب کو دن میں تین گنا چاٹیں۔ آپ آرام محسوس کریں گے۔

سبز الائچی بہت کارآمد مصالا ہے جسے آپ اپنی روزمرہ کی زندگی میں ضرور شامل کریں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے کھانے کا ذائقہ بہتر ہو تو اس مزیدار مصالحے کو اپنے کھانے میں شامل کریں اور دیکھیں کہ یہ آپ کی زندگی میں کیا فرق لاتا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کو الائچی کے جسم پر ہونے والے صحت کے فوائد پسند آئے ہوں گے۔ اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے آپ ڈاکٹر سے ضرور رابطہ کریں

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

’سناتن دھرم رکشا بورڈ‘ کی تشکیل کی عرضی پر سماعت سے دہلی ہائی کورٹ نے کیا انکار

دہلی ہائی کورٹ نے ’سناتن دھرم رکشا بورڈ‘ کی تشکیل سے متعلق ہدایت دینے کا مطالبہ کرنے والی عرضی پر سماعت کرنے سے انکار کر دیا۔ عدالت نے واضح لفظوں میں کہا کہ اس کے پاس پالیسی پر مبنی فیصلے لینے کا اختیار نہیں ہے۔ عرضی دہندہ کے وکیل نے کہا کہ سناتن مذہب کے حقوق اور رسوم و رواج کی حفاظت کے لیے کوئی بورڈ نہیں ہے، لیکن دہلی ہائی کورٹ نے صاف کر دیا کہ وہ اس تعلق سے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ دراصل ’سناتن ہندو سیوا سنگ ٹرسٹ‘ نے دہلی ہائی کورٹ میں ایک عرضی داخل کی تھی۔ اس عرضی میں سناتن مذہب اور ثقافت کی حفاظت کے لیے ’سناتن دھرم رکشا بورڈ‘ کی تشکیل سے متعلق ہدایت دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ جسٹس تشار راؤ گیڈیلا کی بنچ نے اس معاملے میں عرضی گزار سے کہا کہ انھیں اس معاملے میں حکومت کے پاس جانا ہوگا۔ انھوں نے مزید کہا کہ ’’ہم ایسا نہیں کر سکتے ہیں۔ اس ایشو کو پارلیمنٹ میں اراکین پارلیمنٹ اٹھا سکتے ہیں۔ ہم اس میں کچھ نہیں کر سکتے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ٹرسٹ بناؤ۔‘‘ قابل ذکر ہے کہ دھیریندر شاستری نے اپنے بیان میں سناتن بورڈ کی ضرورت پر زور دیا تھا۔ انھوں نے وقف بورڈ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ’’جو 100 ایکڑ کے مالک تھے وہ ہزاروں کروڑوں روپے کی زمینوں کے مالک ہو گئے۔ وہ تو پارلیمنٹ کو بھی اپنا بتاتے ہیں۔ اس ملک میں یا تو ان کی پالیسی ختم ہو، یا پھر ہم لوگوں کو بھی ان کی طرح الگ اصول دیجیے۔ اس لیے سناتن بورڈ کی ضرورت ہے۔‘‘

4 ریاستوں میں راجیہ سبھا کی خالی سیٹوں کے لیے ضمنی انتخاب کا اعلان

راجیہ سبھا میں 4 ریاستوں کی خالی 6 سیٹوں پر ضمنی انتخاب کرانے کا الیکشن کمیشن نے باضابطہ اعلان کر دیا۔ جاری نوٹیفکیشن کے مطابق ان سبھی سیٹوں پر 20 دسمبر کو ووٹنگ ہوگی۔ جن ریاستوں کی خالی سیٹوں پر ضمنی انتخاب ہونا ہے، وہ آندھرا پردیش، اڈیشہ، مغربی بنگال اور ہریانہ ہیں۔ آندھرا پردیش میں راجیہ سبھا کی 3 سیٹیں تب خالی ہوئی تھیں جب وائی ایس آر کانگریس کے اراکین وینکٹ رمن راؤ موپی دیوی، بیڑا مستان راؤ یادو اور ریاگا کرشنیا نے اگست میں ایوان بالا کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ راجیہ سبھا رکن کی شکل میں یادو اور کرشنیا کی مدت کار 21 جون 2028 کو ختم ہونی تھی، جبکہ موپی دیوی کو 21 جون 2026 میں سبکدوش ہونا تھا۔ اڈیشہ میں راجیہ سبھا کی ایک سیٹ اس وقت خالی ہوئی تھی جب سجیت کمار نے استعفیٰ دے دیا تھا۔ اس کے بعد انھیں بی جے ڈی کے ذریعہ معطل کر دیا گیا تھا۔ ان کی مدت کار 2 اپریل 2026 کو ختم ہونی تھی۔ مغربی بنگال کی بات کی جائے تو ترنمول کانگریس کے جواہر سرکار نے کولکاتا میں ایک زیر تربیت خاتون ڈاکٹر کے ساتھ عصمت دری اور قتل معاملہ کے بعد اپریل ماہ میں استعفیٰ دیا تھا۔ وہ اپریل 2026 میں سبکدوش ہونے والے تھے۔ اسی طرح بی جے پی کے کرشن لال پنوار نے حال ہی میں ہوئے اسمبلی انتخاب میں رکن اسمبلی منتخب ہونے کے بعد ہریانہ سے راجیہ سبھا کی اپنی سیٹ چھوڑ دی تھی۔

بیلٹ پیپر پر انتخابات کی درخواست مسترد

سپریم کورٹ نے انتخابات میں الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں (ای وی ایم) کی جگہ بیلٹ پیپر کے ذریعے ووٹنگ کروانے کی درخواست مسترد کر دی ہے۔ یہ درخواست ڈاکٹر کے اے پال کی جانب سے دائر کی گئی تھی، جس میں ای وی ایم کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کے الزامات لگاتے ہوئے بیلٹ پیپر پر واپسی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ جسٹس وکرم ناتھ اور جسٹس پی بی ورالے کی سربراہی میں بنچ نے درخواست پر سماعت کے دوران تبصرہ کیا کہ ای وی ایم کو صرف شکست کے بعد ہی نشانہ کیوں بنایا جاتا ہے؟ عدالت نے کہا کہ جب امیدوار جیتتے ہیں تو ای وی ایم پر کوئی سوال نہیں اٹھایا جاتا، لیکن ہارنے پر الزامات لگائے جاتے ہیں۔ درخواست گزار نے موقف اپنایا کہ دنیا کے بیشتر ممالک بیلٹ پیپر کے ذریعے انتخابات کراتے ہیں اور یہ نظام زیادہ شفاف ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ٹیسلا کے سی ای او ایلون مسک نے بھی ای وی ایم کے غیر محفوظ ہونے کی بات کی ہے۔ سپریم کورٹ نے بیلٹ پیپر کو بدعنوانی کے خاتمے کا حل قرار دینے سے انکار کیا اور سوال کیا کہ کیا بیلٹ پیپر سے ووٹنگ کرنے پر بدعنوانی ختم ہو جائے گی؟ بنچ نے درخواست کو غیر معقول قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔

ہندوستان کا آئین اب سنسکرت اور میتھلی زبان میں بھی

ہندوستان کا آئین اب سنسکرت اور میتھلی زبان میں بھی پڑھا جا سکے گا۔ آئین سازی کے 75 سال مکمل ہونے کے موقع پر ہندوستان کی دو قدیم زبان میتھلی اور سنسکرت میں ترجمہ شدہ آئین کی کاپیوں کا صدر جمہوریہ دروپدی مرمو نے اجراء کیا۔ اس موقع پر نائب صدر جمہوریہ، دونوں ایوانوں کے اسپیکر، وزیر اعظم نریندر مودی اور اپوزیشن رہنما راہل گاندھی بھی موجود تھے۔ یوم آئین کے موقع پر ایک خصوصی ڈاک ٹکٹ اور سکہ بھی جاری کیا گیا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے صدر جمہوریہ دروپدی مرمو نے کہا کہ یہ آئین ملک کے ذہین لوگوں کی دین ہے۔ اس نے ملک کے تنوع کو آواز دی ہے۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ گزشتہ 75 برسوں میں ہمارا ملک عالمی دوست بن کر اُبھرا ہے۔ آج قوم اپنے آئین سازوں کو سلام کرتی ہے۔ اس تقریب میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے رہنما ایک ساتھ نظر آئے۔ آئین کی میتھلی اور سنسکرت کی کاپیوں کے اجراء کے دوران اسٹیج پر پی ایم مودی صدر جمہوریہ کے ساتھ تھے تو وہیں راہل گاندھی ملکارجن کھڑگے بھی وہاں موجود تھے۔ اس کے علاوہ ایوانوں کے اسپیکر، ڈپٹی اسپیکر بھی اسٹیج پر تھے۔ یوم آئین کے موقع پر ایوان کی عام کارروائی نہیں ہوئی بلکہ دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس بلایا گیا۔ اس موقع پر صدر نے سبھی اراکین سے آئین کی تمہید بھی پڑھوائی۔ قابل ذکر ہے کہ اٹل بہاری واجپئی کے دور حکومت میں 2004 میں ہندوستان کی اس قدیم زبان میتھلی کو آئین کی آٹھویں فہرست میں شامل کر کے ہندوستان کی سرکاری زبان کا درجہ فراہم کیا گیا تھا۔

وقف کی 58 ہزار سے زائد املاک پر ناجائز قبضہ! مرکزی وزیر

وقف ترمیمی بل کو لے کر پارلیمنٹ میں گزشتہ تین دنوں سے ہنگامہ جاری ہے۔ اب خیال کیا جا رہا ہے کہ یہ بل اگلے سال بجٹ اجلاس میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس دوران مرکزی اقلیتی امور کے وزیر کرن رجیجو نے پارلیمنٹ کو بتایا کہ ملک بھر میں وقف بورڈ کی 58 ہزار سے زیادہ جائیدادیں اس وقت تجاوزات کی زد میں ہیں۔ پارلیمنٹ میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں، مرکزی وزیر نے کہا، ’’انڈین وقف پراپرٹی مینجمنٹ سسٹم (ڈبلیو اے ایم ایس آئی) پر دستیاب اعداد و شمار کے مطابق، 58929 وقف املاک اس وقت تجاوزات کا شکار ہیں۔ ان میں سے 869 وقف جائیدادیں صرف کرناٹک میں ہیں۔‘‘ کرن رجیجو نے پارلیمنٹ میں کہا، ’’ریاستی وقف بورڈ کے چیف ایگزیکٹیو آفیسر (سی ای او) کو وقف املاک پر غیر قانونی قبضوں اور تجاوزات کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا حق ہے۔ قواعد کے مطابق وقف املاک کو فروخت نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کسی کو تحفے میں نہیں دیا جا سکتا۔ وقف املاک کو بھی منتقل نہیں کیا جا سکتا۔‘‘

Volume:64/74,Issue:46 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Rizwan Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB *WEEKLY*
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT-14 13-5-24-26
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/1961

اگر بدل نہ دیا آدمی نے دنیا کو
تو جان لو کہ یہاں آدمی کی خیر نہیں
(فراق گورکھپوری)

ٹرمپ کی کامیابی اور مختلف ممالک کا سیاسی منظرنامہ

اسد مرزا

”ڈونلڈ ٹرمپ نے چار سال کے عرصے کے بعد دوبارہ امریکی صدر کا عہدہ سنبھال لیا ہے، وہ 47ویں امریکی صدر بن گئے ہیں اور ان کی واپسی امریکی مفادات کو ترجیح دینے اور دیگر اقوام کی طاقت اور صف بندی کی بنیاد پر اتحادوں کا اندازہ لگانے کے اپنے نقطۂ نظر کی طرف واپسی کا اشارہ دیتی ہے۔“

امریکی صدر کے طور پر دوبارہ جیتنے کے بعد عالمی سطح پر یہی توقع کی جارہی ہے کہ زیادہ تر ممالک کے ساتھ امریکہ کے تعلقات اسی نہج پر چلیں گے جو کہ ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنی پہلی صدارت کے دوران اپنائی تھی۔ ٹرمپ کی نظر میں جن عالمی رہنماؤں کو یا تو دوست یا دشمن کے طور پر دیکھا جائے گا، ان میں ہندوستان اور دیگر کئی ممالک کو وائٹ ہاؤس کے ساتھ بہتر تعلقات استوار کرتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے۔ ٹرمپ کی واپسی کو وزیر اعظم مودی کے لیے ایک مثبت پیش رفت کے طور پر دیکھا جارہا ہے، جن کے سابق امریکی صدر کے ساتھ مضبوط تعلقات ہیں۔ دونوں رہنماؤں نے برسوں میں ایک دوسرے کی عوامی سطح پر تعریف کی ہے اور ذاتی تعلقات استوار کیے ہیں۔ ہندوستان-امریکہ باہمی تعلقات کے مثبت رہنے کی امید کی جاسکتی ہے کیونکہ مضبوط دوطرفہ تعلقات پر توجہ ٹرمپ کی پالیسیوں کے مطابق ہوگی۔

روس کے ساتھ امن کی بات چیت کے بارے میں ٹرمپ کا موقف وزیر اعظم مودی کو ماسکو کے ساتھ قریبی تعلقات برقرار رکھنے کی اجازت دے سکتا ہے، جو توانائی اور دفاع کے معاملے میں ہندوستان کا کلیدی شراکت دار ہے۔ اس سے قبل، جو بائیڈن انتظامیہ نے نئی دہلی سے عدم اطمینان ظاہر کیا تھا جب مودی نے جولائی میں ماسکو میں پوتن سے ملاقات کی تھی۔ سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان، جو کہ مملکت کے حقیقی حکمران ہیں، وہ امریکہ کے ساتھ طویل عرصے سے انتظار کیے جانے والے سیکیورٹی معاہدے کے لیے کوششوں کو دوبارہ بحال کرسکتے ہیں۔ ٹرمپ، جنہوں نے ابراہیم معاہدے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا جس نے اسرائیل اور کئی عرب ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات قائم کیے تھے، اس کے مطابق توقع ہے کہ اب امریکہ سعودی عرب کو اس معاہدے میں شامل کرنے کے لیے اس فریم ورک کو وسعت دینے پر توجہ مرکوز کرے گا۔

اگر ٹرمپ اسرائیل اور سعودی عرب کے درمیان امن معاہدہ کرانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، تو یہ امریکہ کے لیے سعودی عرب کو اپنی سکیورٹی سپورٹ بڑھانے کی راہ ہموار کرسکتا ہے۔ اس سے سعودی عرب اپنی توجہ اقتصادی ترقی کی طرف مبذول کرسکے گا اور ایران سے ممکنہ خطرات سے متعلق خدشات کو کم کرسکے گا۔

اسرائیل کے وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو کے سبکدوش ہونے والے صدر جو بائیڈن کے ساتھ کشیدہ تعلقات رہے تھے لیکن توقع ہے کہ وہ وائٹ ہاؤس کے ساتھ دوبارہ پہلے والے تعلقات قائم کرسکیں گے۔ ڈونلڈ ٹرمپ ممکنہ طور پر اسرائیل کے لیے امریکی حمایت کو تقویت دیں گے، بائیڈن کے برعکس، جس نے حماس کے خلاف اسرائیل کی جنگ کے تناظر میں فلسطینی شہریوں کے مصائب کے بارے میں خدشات پر کچھ فوجی امداد روک دی تھی۔ ٹرمپ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ایک بڑے علاقائی تنازعے کو جنم دینے کے خطرات کے باوجود، ایرانی پراکسیوں کے خلاف جنگ کو آگے بڑھانے اور فلسطینی ریاست کے قیام کی مخالفت کرنے پر نیتن یاہو کے موقف سے زیادہ ہمدردی کا مظاہرہ کرسکتے ہیں۔

دوسری جانب روس کے صدر ولادیمیر پوتن ڈونلڈ ٹرمپ کی واپسی کو مغرب میں تقسیم سے فائدہ اٹھانے اور یوکرین میں مزید فوائد حاصل کرنے کے موقع کے طور پر دیکھتے ہیں۔ آنے والے امریکی صدر سے توقع ہے کہ وہ نیٹو کے اتحادیوں کے اتحاد میں تناؤ بڑھا سکتے ہیں اور اپنی 'امریکہ فرسٹ' پالیسی سے یوکرین کے لیے امداد کے مستقبل کو غیر یقینی بنا سکتے ہیں۔ تاہم، اس کے غیر متوقع ہونے کے خدشات کو جنم دیا ہے کہ ٹرمپ، مختصر مدت میں، پوتن پر ایک تصفیہ پر مجبور کرنے کے لیے تنازع کو بڑھا سکتے ہیں، جس کے ممکنہ تباہ کن نتائج ہوں گے، بشمول جوہری تصادم کے۔ ترکی کے صدر رجب طیب اردگان ٹرمپ کی صدارت میں تعلقات میں بہتری کے منتظر ہوسکتے ہیں۔ اردگان اور ٹرمپ نے دوستانہ تعلقات برقرار رکھے ہیں، اکثر فون پر بات چیت کرتے ہیں، اردگان نے انہیں ”میرا دوست“ بھی کہا تھا۔ بائیڈن انتظامیہ کے برعکس، ٹرمپ کی واپسی اردگان کو واشنگٹن تک براہ راست رسائی فراہم کرسکتی ہے۔ ٹرمپ کا جنگ مخالف موقف اور تجارت پر توجہ دینا اردگان کو فائدہ پہنچا سکتا ہے، لیکن اسرائیل پر ان کی تنقید تناؤ پیدا کرسکتی ہے۔ مزید برآں، چین کے ساتھ تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے ترکی کے حالیہ اقدامات امریکہ کے ساتھ اپنے تعلقات کو متوازن کرنے میں چیلنجز پیش کرسکتے ہیں۔

اس سب کے برعکس ایران نے اب تک ٹرمپ کی واپسی کے اثرات کو کم اہمیت دی ہے، کیونکہ تہران کو امید تھی کہ وہ پابندیوں سے متاثرہ اس کی معیشت کو کم کرسکتے ہیں۔ اسرائیل کے ایک مضبوط حامی، ٹرمپ نے اپنی پہلی مدت کے دوران ایران پر "زیادہ سے زیادہ دباؤ" کی پالیسی کا اطلاق کیا تھا۔ وہ ایران کو پہلے سے عائد کردہ امریکی پابندیوں کو سخت کرکے مزید تنہا کرسکتے ہیں۔ تاہم، ٹرمپ کو ایک بدلے ہوئے خطے کا سامنا کرنا پڑے گا، کیونکہ ایران نے حال ہی میں سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے ساتھ تعلقات مضبوط کیے ہیں، ماضی میں دونوں ممالک نے ”زیادہ سے زیادہ دباؤ“ کے امریکی نقطۂ نظر کی حمایت کی تھی۔

ٹرمپ کی جیت چین کے صدر شی زی پنگ کے لیے ایک مشکل وقت میں آئی ہے، کیونکہ اپنی پہلی صدارت کے دوران بھی ٹرمپ نے چین سے برآمد کی جانے والی اشیاء پر ٹیرف بڑھانے کی دھمکی دی تھی کیونکہ دوطرفہ تجارت میں چین کی برآمدات امریکی برآمدات سے کہیں زیادہ رہی ہیں۔ ٹرمپ کی جیت نے جاپان کے رہنما پر نئے دباؤ میں اضافہ کیا ہے۔ ٹرمپ نے اکثر امریکہ کے ساتھ جاپان کے تجارتی سرپلس پر تنقید کی ہے اور جاپان پر زور دیا ہے کہ وہ تقریباً 55,000 فوجیوں کی امریکی فوجی موجودگی کے لیے مزید ادائیگی کرے۔ جاپان نے پہلے ایسے مطالبات کی مزاحمت کی تھی، لیکن موجودہ معاہدہ 2026 میں ختم ہونے والا ہے۔ مزید برآں، جاپان کو چین کو سیمی کنڈکٹر چپ بنانے والے آلات کی برآمدات پر دباؤ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جسے امریکہ محدود کرنا چاہتا ہے۔

ٹرمپ کی دوبارہ واپسی اس کے ہم سایہ ملک میکسیکو کے لیے باعثِ تشویش ہوسکتی ہے کیونکہ اپنی پہلی صدارت کے دوران بھی ٹرمپ کا الزام تھا کہ میکسیکو سے بڑی تعداد میں غیر قانونی مہاجرین امریکہ پہنچتے ہیں، جسے وہ بند کرنا چاہتے ہیں۔ ساتھ ہی دونوں ملکوں کے درمیان باہمی تجارت پر بھی ایک بڑا سوالیہ نشان لگ سکتا ہے۔ کیونکہ ان کے درمیان آزاد تجارتی معاہدے کا 2026 میں دوبارہ جائزہ لیا جائے گا اور امید یہی ہے کہ ٹرمپ اس معاہدے کو ختم کرسکتے ہیں۔ اگر امریکہ کے یوروپی اتحادیوں بالخصوص برطانیہ کا ذکر کریں تو امریکہ اور برطانیہ میں خوشگوار تعلقات قائم رہنے کے بہت کم امکانات ہیں، کیونکہ اب ایک بڑے لمبے عرصے کے بعد برطانیہ میں لیبر پارٹی اقتدار میں آئی ہے اور اپنی انتخابی مہم کے دوران بھی برطانوی وزیر اعظم کیراسٹارمر ٹرمپ کی پالیسیوں اور ان کی بحیثیت ایک سیاستداں کافی تنقید کرچکے ہیں۔

لیکن اس کے برعکس فرانس کے صدر ایمانوئل میکرون کو پہلے ہی ٹرمپ کے ساتھ کام کرنے کا تجربہ ہے، جو انہیں اپنے یورپی ساتھیوں کے مقابلے میں قابل قدر تجربہ فراہم کرتا ہے۔ درحقیقت، ٹرمپ کی پہلی میعاد کے دوران دونوں رہنماؤں نے ایفل ٹاور پر ملاقات کی تھی اور باہمی تعلقات کو فروغ دینے کا عزم ظاہر کیا تھا۔ ٹرمپ کی واپسی سے میکرون کے ٹریڈ مارک کو اپنی معیشتوں کے درمیان گہرے انضمام کے ذریعے یورپی یونین کو تقویت دینے کے لیے مزید تحریک بھی مل سکتی ہے۔ آپٹکس اور زیادہ سے زیادہ یورپی لیوریج کے امکانات کے باوجود فرانس پر اگر امریکہ کا اقتصادی دباؤ بڑھا تو اس کا منفی اثر تعلقات پر ہوسکتا ہے، اس کے ساتھ ہی اٹلی کی وزیر اعظم جورجیا میلونی کے ڈونلڈ ٹرمپ اور ان کے نزدیکی ایلون مسک کے ساتھ قریبی تعلقات رہے ہیں اور موجودہ حالات میں میلونی خود کو نیٹو، یوروپی یونین اور وہائٹ ہاؤس کے درمیان ایک مضبوط رابطے کے طور پر پیش کرسکتی ہیں۔

مجموعی طور پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ ڈونلڈ ٹرمپ ایک ایسے شخص ہیں جو کہ عملاً عام سیاست دانوں کے برخلاف ایسے فیصلے لیتے ہیں جو کہ کوئی بھی عام سیاست داں لینے میں ہچکچاہٹ ظاہر کرسکتا ہے، اس لیے آئندہ چار سالوں میں مختلف ممالک کے ساتھ امریکہ کے تعلقات کے بارے میں کوئی بھی رائے ابھی وثوق سے قائم نہیں کی جاسکتی ہے۔

THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI

○ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیوآر کوڈ اسکین کرکے آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر دیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کردیں، رابطہ اور واٹس ایپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168,Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔
WEEK ENDING- 02/12/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com
نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421,9304022690
KMC
Scanned with CamScanner